یسری

☆ بچوں کی مادری زبان میں منطق کی اصطلاحیں۔

☆ بنیادی مسائل، ضروری اصول اور ابتدائی تعارف۔

☆ ہر چیز کی دلچسپ اور عام فہم تشریح۔

☆ روزمرہ کی چیزوں سے آسان مثالیں۔

☆ ابتدائی تعلیم کے ساتھ فنی تعلیم و تربیت کی نئی کوشش۔

مولانا محمد افضال الحق قاسمی اعظمی

○ ناشر ○

مکتبہ دار العلوم رسول پور، گورکھپور

تیسیری

☆ بچوں کی مادری زبان میں منطق کی اصطلاحیں۔

☆ بنیادی مسائل، ضروری اصول اور ابتدائی تعارف۔

☆ ہر چیز کی دلچسپ اور عام فہم تشریح۔

☆ روزمرہ کی چیزوں سے آسان مثالیں۔

☆ ابتدائی تعلیم کے ساتھ فنی تعلیم و تربیت کی نئی کوشش۔

مولانا محمد افضال الحق قاسمی اعظمی

ناشر

مکتبہ دار العلوم رسول پور، گورکھپور

فیضی آرٹ پریس گورکھپور فون : 2241500

عنوانات یسریٰ

مقدمہ

خیالات دماغ میں اس طرح آتے جاتے ہیں جیسے سڑک پر سواریوں کی دوطرفہ بھیڑ، ارسطو نے اس بھیڑ میں گھس کر ایک ایک تصور، ایک ایک ادراک اور ایک ایک فیصلہ کا جائزہ لیا۔ ان کے الگ الگ نام رکھے، ان میں آپس کا خط امتیاز کھینچا، ان کا تعارف کرایا، اور پھر ان میں جہاں کہیں تصادم ہوسکتا ہے اس کی نشاندہی کی اور تصفیہ یا فیصلہ کے گر بنائے حتیٰ کہ ظن ویقین کی بنیاد ابھار دیں۔ ارسطو کی اس ذہانت اور محنت کا نام منطق پڑ گیا۔ یہ محنت اتنی کارآمد ایسی فطری اور اس قدر زوردار تھی کہ ہوا اور پانی کی طرح ہزاروں برس میں بھی اس کی تازگی، توانائی اور ضرورت میں فرق نہیں آیا۔

چنانچہ کوئی بچہ بازار سے ٹماٹر لا رہا ہے آپ اس سے پوچھئے تمہارے تھیلے میں کیا ہے وہ کہہ دے گا ٹماٹر ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ آلو بھی ہے گوبھی بھی ہے تو جواب دے گا سبزی ہے یا ترکاری ہے اسی طرح کسی کے تھیلے میں سبزی بھی ہے مصالحہ بھی ہے تو اس کا جواب ہوگا سامان ہے، آخر ٹماٹر کی نوع چھوڑ کر ترکاری کی جنس کیوں لایا۔ یا اسے بھی چھوڑ کر سامان کی جنس بعید کیوں استعمال کی گئی، اسی وجہ سے تو کہ ہر ایک کا نام لینا دشوار تھا اس وجہ سے جزئیات سے کلیات تک اس کو آنا پڑا، اسی کا نام منطق ہے اور یہی استقراء ہے اور غور وفکر کی یہی راہ ہے۔

معلوم ہوا کہ منطق ضروریات زندگی میں سے ہے اور اسے بچے بوڑھے جوان سب بے تکلف استعمال کرتے ہیں اگرچہ علمی زبان میں اس کے اصطلاحی نام، اس کی تعریف اور اس کے مسائل کا ایک حرف بھی نہ جانتے ہوں، ایسے میں ہمارا کام ہے کہ ہم ان کے استعمال کی مدد لے کر اپنی اصطلاحیں، سمجھا دیں تاکہ وہ روزمرہ کی زندگی میں شامل ہوجائیں اور باتوں کی گہرائی تک اترنا آسان ہوجائے، البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ ارسطو کے مخاطب حکماء یونان تھے، فارابی

اور ابن سینا کے مخاطب بھی علماء اور حکما تھے، کیونکہ انہوں نے اسے ایجاد کیا تھا، اور اس ایجاد کو جن کے سامنے پیش کرنا تھا وہ اہل علم تھے اس لیے انہوں نے اپنا مفہوم ادا کرنے کے لیے اپنے مخاطب کی بلند پروازی کی سطح سے گفتگو کی تھی مگر ہمارے مخاطب بچے ہیں اور بچہ ہمیشہ مادری زبان بولتا اور سمجھتا ہے، اس کو مخاطب کرنے کے لیے اس کی بولی بولئے تو وہ باغ باغ ہو جائے گا اور آپ کی بات براہ راست اس کے دماغ کو چھیڑ دے گی خصوصاً جب ایسی مثالیں بھی دیجئے جو بچوں کے ذہن کے قریب ہوں، سہل ہوں، دلچسپ ہوں تو اس کا دماغ آپ کی بات سننے کے لیے آمادہ ہو جاوے گا اور وہ مسکرادے گا۔ اب جو بیج ڈالنا ہو ڈال دیجئے وہ جم جاوے گا اور اس بچے کی جتنی بڑی شخصیت ہوگی اتنا ہی بڑا وہ درخت ہو جاوے گا لیکن اگر آپ بچے کو علمی زبان میں مخاطب کریں گے تو وہ اس کی سمجھ سے بالاتر ہوگی اور وہ مجبور کیا جاوے گا تو اپنی مادری زبان میں ترجمہ کرے گا اور پھر اسی صحیح یا غلط ترجمے کی مدد سے اس کو طوطے کی طرح رٹ لے گا۔

اگر غور کیجئے تو بچے کی ساری ذہانت ترجمہ میں کھو جاتی ہے اور ذہین سے ذہین بچے اس طریق تعلیم سے غبی نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ ان کا دماغ ایک غیر دلچسپ مشغلے میں چلنے سے گھبراتا ہے تو وہ بھاگتا ہے اور آپ بھاگنے نہیں دیتے، اس کشمکش میں بچے کی شخصیت دب جاتی ہے اس کا نشو ونما رک جاتا ہے سوچئے اس میں قصوروار کون ہے۔

اس لیے ضرورت ہے کہ منطق، فلسفہ، معانی اور اصول فقہ جیسے عقلی علوم وفنون کو مادری زبان اور آس پاس کی آسان مثالوں میں پیش کیا جائے تاکہ بچے ابتدائی طور پر بنیادی اصول ومسائل سے واقف ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ ان کو بتانے والی عبارت ہی ازبر کرلیں اور بس، اس سے کتاب اگر آ بھی گئی تو وہ فن ہرگز نہیں آسکتا۔

یسری ان ہی ضرورتوں اور تقاضوں کی تکمیل کی ایک حقیر سی کوشش ہے اس میں

(۱) مسائل کو مادری زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

(۲) مثالیں دلچسپ اور روزمرہ کی زندگی سے لاکر منطق کو زندگی میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۳) مثالوں سے بات سمجھانے کے بعد علمی تعریف بتائی گئی ہے تا کہ وہ ذہن نشین ہو جائے کیونکہ کسی اصطلاحات کی تعریف کرنا اس فن کا سب سے مشکل کام ہے، اس لئے اہل علم کہتے ہیں کہ بات سمجھانے کے بعد ہی اسے مخصوص معانی والفاظ میں بند کرو ورنہ تعریف خود ایک چیستان بن جائے گی وہ کسی کا تعارف کیا کرائے گا۔

یسریٰ کی ضرورت میں نے بہرائچ میں منطق کی بڑی کتابیں پڑھاتے وقت ۱۹۴۵ء میں محسوس کی تھی مگر اس کی تکمیل گونڈہ آ کر کے ہوئی، جب میں نے کاپیوں پر مسائل لکھ دیئے اور طلباء نے نقل کر کے پڑھ لیا یہ سلسلہ امروہہ اور حیدرآباد میں بھی جاری رہا پھر مہوا بسم اللہ (گونڈہ) آ کر طلباء اور احباب کے اصرار سے کتابی شکل دی گئی، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

اہل علم سے گزارش ہے کہ اس ابتدائی کوشش میں جہاں لغزش ہو اس کی اصلاح فرمادیں اور مفید مشوروں سے نوازیں آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے جو ضروری ترمیم واضافہ سے آسان اور واضح ہو گئی۔

محمد افضال الحق قاسمی اعظمی

مہتمم دارالعلوم رسول پور گورکھپور

صدر تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند، ذاکر نگر نئی دہلی ۲۵

منطق کیا ہے

سوال : یسریٰ کس فن کی کتاب ہے؟

جواب : منطق کی ابتدائی کتاب ہے اس کی اصل کتابیں عربی میں ہیں۔

سوال : منطق کی ضرورت اور اس کا مقصد کیا ہے؟

جواب : بات کی گہرائی تک پہنچنے کی عادت ڈالنا۔

سوال : اس فن کا موضوع کیا ہے؟

جواب : ایسی معلومات جن کے استعمال سے نئی معلومات حاصل کرسکیں۔

سوال : منطق کا سب سے بڑا مقصد کیا ہے؟

جواب : کسی دعویٰ پر دلیل قائم کرنے کا سلیقہ اور دوسرے کی رائے کو صحیح یا غلط ثابت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا۔

سوال : اس کے ابتدائی مسائل کیا ہیں؟

جواب : مفہوم کی تقسیم کرنا، مصداق کی حیثیت مقرر کرنا، قضیے بنانا اور انہیں استعمال کرنا،

سوال : اس کا موجد کون ہے؟

جواب : .ارسطو، جو سکندر اعظم کا استاد اور دنیا کا مانا ہوا دانشور تھا۔

سوال : وہ کہاں کا رہنے والا تھا؟

جواب : یونان میں پیدا ہوا، اس نے یونانی زبان میں منطق لکھی پھر اسے مسلمانوں نے عربی میں منتقل کرلیا، اور پھر فارسی اور اردو میں ترجمہ کیا گیا۔

سوال : ہمارے ملک میں اس کے ماہرین کون تھے؟

جواب : ملا محمود جونپوری، ملا حمداللہ، ملا مبارک کوپامئوی، مولانا فضل امام خیرآبادی، مولانا فاروق چریاکوٹی، ملا محب اللہ بہاری، غلام یحییٰ بہاری، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا غلام رسول خاں ہزاروی، علامہ ابراہیم بلیاوی۔

سوال : ہم جوعلوم وفنون پڑھتے ہیں ان سے اس کا کیا رشتہ ہے؟

جواب : غوروفکر کی ضرورت ہرعلم میں ہے یہ عقل کو تیز کر کے اسے ہرعلم کا خادم بنادیتی ہے۔ اس لیے ہرفن کی سوجھ بوجھ پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال : یہ حساب وجغرافیہ کی طرح عقلی اور تجرباتی ہے یا حدیث وقرآن کی طرح الہامی اور نقلی؟

جواب : نہیں، یہ الہامی نہیں ہے صرف تجرباتی اور عقلی ہے اس کا دارومدار روایات پر نہیں۔ غوروفکر اور باریک بینی پر ہے۔

سوال : الہام کو عقل کی کیا ضرورت ہے؟

جواب : یہ ضرورت ہے کہ زندگی کا ڈھانچہ عقل سے بنتا ہے، اس لیے جب تک عقل کی مدد نہیں لی جائے گی الہامی علوم زندگی میں شامل نہیں ہوں گے۔ چنانچہ جب الہام اور عقل مل جاتے ہیں تو فقہ پیدا ہوتی ہے جو زندگی کا الہامی اور عقلی دستور العمل ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ ”اک من علم را دہ من عقل باید۔“

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَا اَنۡ ھَدَانَا اللّٰہُ لَقَدۡ جَاءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ، صَلٰوات اللّٰہِ عَلَیۡھِمۡ وَعَلٰی اَتۡبَاعِھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ

باب اوّل

سبق (۱) لفظ اور معنی

لفظ : بولنے میں آواز کی جو شکل بن جاتی ہے وہ لفظ ہے اور لفظ جس کے لیے بولا جائے وہ معنی ہے جیسے پانی لفظ ہے اور جو پیتے ہو معنی ہے، مدرسہ لفظ ہے جہاں پڑھتے ہو معنی ہے، حامد لفظ ہے اور وہ لڑکا معنی ہے، اسی طرح کبوتر، مسجد بھائی اور بہن الفاظ ہیں، معنی وہ ہیں جس کے لیے بولے جاتے ہیں۔

معنی : لفظ کا کبھی مقصد ہوتا ہے جیسے پانی اور کبھی مقصد نہیں ہوتا ہے جیسے وانی، قلم، ولم، کاغذ واغذ، تو وانی، ولم، واغذ بے مقصد ہیں۔

تعریف : (۱) لفظ جس کے لیے بنا ہو وہ معنی ہے۔

(۲) جو لفظ کسی معنی کے لیے بنا ہو موضوع ہے۔

(۳) جو لفظ کسی معنی کے لیے نہ بنا ہو مہمل ہے۔

لفظ و معنی : موضوع لفظ کے کبھی پورے معنی ہوتے ہیں جیسے پنسل، سائیکل، بس اور کبھی ادھورے معنی ہوتے ہیں جیسے میں، سے، پر۔

اسم فعل حرف: جس لفظ کے پورے معنی ہوں اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو اس لفظ کا نام اسم ہے جیسے حامد ذہین ہے، ماجد عالم ہے۔ جس لفظ کے پورے معنی ہوں اور اس میں زمانہ بھی پایا جائے وہ لفظ فعل ہے جیسے کل آیا تھا، آج جاؤں گا، ابھی پڑھتا ہوں، فعل کو منطق میں کلمہ کہتے ہیں۔

جس لفظ کے ادھورے معنی ہوں اور زمانہ بھی نہ ہو حرف ہے جیسے جیب میں روپیہ ہے دو روپے میں قلم لیا ہے، لفظ میں حرف ہے مگر ان جملوں میں معنی مکمل ہو گئے ورنہ ادھورے تھے، اس لیے حرف ہے۔ منطق میں حرف کا نام اداۃ ہے۔

تعریف: ☆ جس موضوع لفظ کے پورے معنی ہوں اور زمانہ نہ ہو اسم ہے۔

☆ جس موضوع لفظ کے پورے معنی ہوں اور زمانہ بھی ہو فعل ہے۔

☆ جس موضوع لفظ کے ادھورے معنی ہوں اور زمانہ نہ ہو حرف ہے۔

☆ لفظ موضوع کا نام مفرد ہے، مفرد کو نحو میں کلمہ کہتے ہیں۔

زمانہ: تم پڑھ رہے ہو یہ وقت حال ہے، پڑھنے آئے تھے وہ ماضی تھا، دوسرا سبق پڑھو گے وہ مستقبل ہوگا تو وقت کا نام زمانہ ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں، ماضی حال، مستقبل۔

مفرد و مرکب

مفرد کی دو قسمیں ہیں، لفظی اور حکمی

مفرد لفظی: اکیلا لفظ ہو اکیلا معنی جیسے کبوتر، تم، کتاب تو مفرد لفظی ہے۔

مفرد حکمی: دہرا لفظ ہو اکیلا معنی ہو جیسے محمد احمد، فیض آباد، چار باغ،، بعلبک تو مفرد ہے۔

کئی مفرد لفظوں سے مل کر کئی معنی دے تو وہ لفظ مرکب ہے، اور مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ ناقص اور تام

مرکب ناقص: اگر مرکب لفظ سے بات ادھوری رہ جائے پوری نہ ہو تو ناقص ہے، جیسے میرا

قلم، تمہاری کتاب، حامد ماموں، کالی بلی

مرکب تام: اگر مرکب لفظ سے بات پوری ہو جائے ادھوری نہ رہ جائے تو مرکب تام ہے جیسے قلم مل گیا۔ کتاب کھوگئی، حامد ماموں آئے، بلی مرگئی۔ مرکب تام کا نام علم نحو میں مرکب مفید جملہ اور کلام ہے۔

تعریف: لفظ اکیلا ہو معنی اکیلا تو مفرد لفظی اور کلمہ ہے۔

لفظ دہرا ہو معنی اکیلا تو مفرد حکمی ہے۔

کئی مفردوں سے مل کر جو کئی معنی بتائے تو وہ مرکب ہے۔

جس مرکب سے بات ادھوری رہ جائے وہ ناقص ہے

جس مرکب سے بات پوری ہو جائے مرکب تام ہے اس کا نام منطق میں قضیہ ہے۔

مرکب تام کی قسمیں

خبر وانشاء: جس مرکب تام میں سچ یا جھوٹ ہونے کی گنجائش ہو وہ جملہ خبریہ ہے، جیسے کتاب کھوگئی، اسجد آ گیا، میں جاؤں گا، بارش ہوئی تھی۔ جس مرکب تام میں سچ یا جھوٹ ہونے کی گنجائش نہ ہو وہ جملہ انشائیہ ہے جیسے تم کون ہو، صفائی رکھو، لڑائی مت کرو، کاش بارش ہو جائے اے اللہ علم دے۔

مشقی سوالات

زبانی: میں لکھنؤ سے آیا، چھت پر جاتا ہوں، گھر میں رکھدو، سبق نہ چھوڑو، اس میں اسم فعل حرف پہچانو اور جملہ خبریہ کون ہے انشائیہ کون ہے اور اس کی وجہ بتاؤ۔

تحریری: خبر وانشاء تام و ناقص، موضوع و مہمل کی دو دو مثالیں لکھ کر لائیں۔

سبق (۲) لفظ اور ذات

دلالت: قلم لفظ ہے، جس سے لکھتے ہو وہ ذات ہے، امجد لفظ ہے اور جس کو پکارتے

ہو وہ ذات ہے۔تو لفظ بول کر اس کی ذات مراد لینا دلالت ہے۔

تعریف: جو بتلائے اس کا نام دال ہے، جس کو بتلائے اس کا نام مدلول ہے اور بتلانا دلالت ہے، جیسے دھواں دال ہے آگ مدلول، ماجد دال ہے اس کی ذات مدلول ہے، گھنٹی دال ہے سبق کا وقت مدلول۔

دلالت کی تقسیم

مطابقی: لفظ بول کر اس کے معنی کی پوری ذات مراد لینا دلالت مطابقی ہے جیسے سائیکل خرید لی یعنی پوری سائیکل، کتاب گم ہوگئی، کبوتر اڑ گیا، تم جاؤ۔

تضمّنی: لفظ بول کر اس کی ذات کا جز مراد لینا دلالت تضمّنی ہے جیسے سائیکل پنچر ہوگئی یعنی اس کا ٹیوب، آم میٹھا ہے یعنی گودا، بکری خوبصورت ہے یعنی شکل۔

التزامی: لفظ بول کر ذات کا لازم مراد لینا دلالت التزامی ہے جیسے نوکر گدھا ہے یعنی بے وقوف، محمود شیر ہے یعنی بہادر، سمنٹ پتھر جیسی ہوگئی یعنی سخت، تو شیر کے لفظ سے نہ ذات مراد ہے نہ ذات کا جز بلکہ بہادری مراد ہے جو اس کیلئے لازم ہے۔

دلالت کی تین قسمیں ہیں مطابقی، تضمنی التزامی۔

دال کی تقسیم

دال کبھی لفظ ہوگا، کبھی کوئی چیز ہوگی اس لیے دال کی دو قسمیں ہیں، لفظی غیر لفظی لفظی دلالت کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) دلالت کرنے والا لفظ اگر اس معنی کے لیے بنایا گیا ہو تو دلالت لفظی وضعی ہے۔جیسے مسجد، کتاب، محمود۔

(۲) دلالت کرنے والا لفظ اگر اس کیلئے خود بخود بن گیا ہو تو دلالت لفظی طبعی ہے

جیسے ہائے ہائے غم پر، کائیں کائیں کوا پر، بھوں بھوں کتے پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) دلالت کرنے والا لفظ اگر اس بات کیلئے بنایا نہ گیا مگر اس سے سمجھ میں آ جائے تو لفظی عقلی ہے جیسے مقرر کی دیہاتی زبان اس کے گنوار ہونے پر، اس کی عربی یا انگریزی تقریر اس کی قابلیت پر دال ہے اور یہ دلالت لفظی عقلی ہے۔

غیر لفظی دلالت کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) آنسو کی دلالت غم پر، مسکراہٹ کی دلالت خوشی پر دلالت غیر لفظی طبعی ہے۔ یہ چیزیں ان کیلئے بنائی نہیں گئی ہیں مگر اپنے آپ بتاتی ہیں تو کھانسی، رونا، شرمانا طبعی ہے۔

(۲) مینار کی دلالت مسجد کیلئے، سگنل کی دلالت ریل آنے پر، گھنٹی کی دلالت وقت ہو جانے پر دلالت غیر لفظی وضعی ہے، یہ چیزیں ان کیلئے بنائی گئی ہیں جیسے میل کا پتھر، سپاہی کی وردی، موٹر کا بھونپو، غیر لفظی وضعی ہے۔

(۳) مسجد سے مسلمانوں کا محلہ، مندر سے ہندو آبادی سمجھ میں آتی ہے تو مندر اور مسجد کی یہ دلالت غیر لفظی عقلی ہے جیسے اخبار پڑھنا اس کے تعلیم یافتہ ہونے پر، اور ہل بیل کسان ہونے پر دلالت کرتا ہے یا چہرے سے ذہانت سمجھ میں آتی ہے۔

تعریفات

لفظی وضعی : جس لفظ کو کسی معنی کیلئے بنایا گیا ہو اس پر دلالت کرنا لفظی وضعی ہے جیسے آم۔

غیر لفظی وضعی: جس چیز کو جس مقصد کیلئے بنایا گیا ہو اس پر دلالت کرنا غیر لفظی وضعی ہے جیسے مینار اور سگنل۔

لفظی طبعی : جو لفظ اپنے آپ کسی مقصد کو بتلائے اس کے لیے بنایا نہ گیا ہو لفظی طبعی ہے جیسے ہائے ہائے درد کیلئے۔

غیر لفظی طبعی: جو چیز کسی مقصد کیلئے خاص ہو مگر بنائی نہ گئی ہو جیسے مسکرانا خوشی پر، رونا غم پر دال طبعی غیر لفظی ہے۔

لفظی عقلی : جس لفظ سے وہ بات سمجھ لی جائے جس کیلئے وہ بنایا نہ گیا ہو لفظی عقلی ہے جیسے گفتگو سے لیاقت کا اندازہ۔

غیر لفظی عقلی: جس چیز سے وہ بات سمجھ لی جائے جس کیلئے وہ بنائی نہ گئی ہو غیر لفظی عقلی ہے جیسے آلہ دیکھ کر ڈاکٹر کو پہچان لینا یا ہل دیکھ کر کسان کو سمجھنا۔

خلاصہ : دال کی دو قسمیں ہیں لفظی اور غیر لفظی پھر ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں وضعی، طبعی اور عقلی اس طرح دال چھ قسم کے ہوتے ہیں مگر منطق میں دلالت لفظی وضعی کا رواج بہت ہے وہی لکھنے پڑھنے میں کام آتی رہتی ہے اس لیے وہ زیادہ معتبر ہے۔

مشق: (۱) نوکر اُلّو ہے، اُلّو منحوس ہے، اُلّو ڈراؤنا ہے، اس میں مطابقی، تضمنی اور التزامی پہچا نو مگر اُلّو نہ بن جانا، کس سے ذات مراد ہے، کس سے وصف، کس سے شکل۔

(۲) ہر ایک کی دوسری مثالیں دو اور تشریح کرو۔

(۳) طبعی اور عقلی کی مثالیں لکھو، لفظی بھی غیر لفظی بھی۔

سبق (۳) مصداق کی تقسیم

علم: مفرد لفظ کا مصداق متعین ہو تو علم اور جزئی ہے جیسے مسعود، مکہ، لکھنؤ، اگر لفظ مفرد کا مصداق متعین نہ ہو تو کلی ہے جیسے آدمی اور شہر، کلی کی دو قسمیں ہیں متواطی اور مشکک۔

متواطی: لفظ مفرد کا معنی ایک ہو اور مصداق بہت ہوں مگر ہر ایک برابر برابر بولا جاتا ہو تو متواطی ہے جیسے آدمی، درخت، پانی، ہوا۔

مشکک: لفظ مفرد کا معنی ایک ہو اور مصداق کئی ہوں مگر ان پر یکساں نہ بولا جاتا ہو تو مشکک ہے جیسے نرم، گرم، سرخ، بڑا کہ ان کے افراد میں فرق ہے۔

اصول: لفظ جن افراد پر بولا جاتا ہے اگر ان میں فرق پایا جائے تو اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول : کمی زیادتی کا فرق جیسے گرمی پانی میں کم ہے آگ میں زیادہ، اونچائی کھجور مین کم ہے تاڑ میں زیادہ۔

دوم : سختی یا نرمی کا فرق، جیسے حلوا، لکڑی اور پتھر تینوں سخت ہین مگر ہر ایک کسی سے کم سخت ہے کسی سے زیادہ۔

سوم : پہلے اور بعد کا فرق جیسے وجود کہ باپ اور بیٹے دونوں موجود ہیں مگر پہلے باپ ہے اس کے بعد بیٹا، یا حرکت کہ انجن کی پہلے ہوگی ڈبوں کی بعد میں انجن کی اصلی ہوگی ڈبوں کی عارضی اور تبعی ہوگی مگر متحرک دونوں ہیں۔

چہارم : اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق جیسے افسر بہت ہیں مگر کوئی اعلیٰ درجے کا افسر ہے کوئی ادنیٰ درجے کا، ایسے ہی باراتی سب ہیں مگر سب اتنے اہم نہیں جتنا دولہا اور صمدھی ہیں۔

تعریف : جو کلی اپنے افراد پر یکساں صادق آوے کلی متواطی ہے مثلاً پانی جو کلی اپنے افراد پر فرق سے صادق آوے کلی مشکک ہے مثلاً سفیدی۔

معنی کی تقسیم

لفظ جب کسی معنی کیلئے بولا جاتا ہے تو اس کی پانچ قسمیں ہیں حقیقت، مجاز، مشترک، منقول، مترادف۔

حقیقت : لفظ جس معنی کیلئے بنایا گیا ہو اسی معنی کیلئے بولا جائے تو یہ اصلیت اور حقیقت ہے، جیسے شیر جنگل میں ہے، فرعون بادشاہ تھا۔

مشترک : ایک لفظ کے کئی معنی ہوں اور ہر ایک کیلئے بنایا گیا ہو تو مشترک ہے جیسے چشمہ بہتا ہے، چشمہ کا شیشہ نکل گیا، یہ جو کا دریا ہے اور گنگا ایک دریا کا نام ہے تو چشمہ اور دریا کئی معنوں میں مشترک ہیں۔

منقول : لفظ کے اصل معنی کا رواج نہ رہا ہو مگر دوسرے معنی کا رواج ہو تو منقول ہے۔ جیسے نماز، صلوٰۃ، زکوٰۃ حج اور ہر زبان کے اصطلاحی الفاظ۔

مترادف : اگر معنی ایک ہو اور اس کیلئے الفاظ کئی ہوں تو سب الفاظ مترادف ہیں۔ جیسے تالاب اور پوکھرا، دکھ درد، آب پانی اور ماء۔

مشقی سوالات

تحریری : خوبصورت، بدمزہ، لمبا، سرخ، ملازم، موجودہ، ماتحت، ریشم، کپڑا، طوطا، ان میں متواطی کون ہے مشکک کون؟ اور کیوں اور جو مشکک ہیں ان کے مصداق میں فرق کس قسم کا ہے۔

زبانی : کلی، جزئی کی مثالیں بتاؤ، لڑکا، ماجد، کتاب اور میری کتاب کا فرق بتاؤ۔

باب دوم

سبق (۴) تصور تصدیق

تصور : ذہن میں جو خیال آتا ہے تصور ہے جیسے گرمی، سرخی، طوطا یا راشد کا خیال۔

تصدیق : چند تصورات کو اس طرح جوڑ دینا کہ ان کا یقین آ جائے، تصدیق ہے۔ جیسے چائے گرم ہے، موسم ٹھنڈا ہے، طوطا اڑ گیا، کھانا نہیں کھایا۔

یقین : ذہن میں جو بات طے ہو جاتی ہے اس کا نام یقین ہے اگر اس ذہنی بات کو لکھ دیجئے یا الفاظ کو بول دیجئے تو وہ جملہ یا کلام ہے یا قضیہ ہے۔

جملہ کے مبتدا کا نام موضوع ہے خبر کا نام محمول، اسناد کا نام نسبت تامہ ہے اور یقین کا نام تصدیق، یقین نہ ہو تو گمان ہے یا شک ہے یا وہم ہے ان کا فرق آگے سمجھ لینا۔

اصول : جملہ اور قضیہ کبھی یقینی ہوتا ہے کبھی مشکوک کبھی غلط کبھی صحیح، اس لیے ہر بات پر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ کیا ہے۔

فکر ونظر: جو بات معلوم نہ ہو اس کو اپنی معلومات اور خیالات کے ذریعہ معلوم کرنا غور وفکر ہے۔

بدیہی: اتنی موٹی بات جسے سب جانتے ہوں بدیہی ہے جیسے آگ، پانی، ہوا، آدمی، جانور کا خیال کرنا تصور بدیہی ہے اور کسی کے آنے جانے، رونے اور ہنسنے کا یقین کرنا تصدیق بدیہی ہے۔

نظری: جو چیز بغیر سوچے یا دریافت کئے معلوم نہ ہو سکے نظری ہے جیسے ریڈیو، ٹیلیویژن، ٹیلی فون کا تصور، اسی طرح زمین کا گردش کرنا، کائنات کا حادث ہونا، کسی کا عقلمند یا بیوقوف ہونا تصدیق نظری ہے۔

معرف: جو بات معلوم ہو اس کے ذریعہ نامعلوم چیز کا حاصل کرنا معرف اور قول شارح ہے جیسے اسٹیمر اور جہاز کو سمجھانے کے لیے بڑی کشتی معرف ہے۔

کلی جزئی

دلی ایک لفظ ہے اس کا مفہوم بھی ایک ہے مصداق بھی ایک اس لیے یہ جزئی ہے اور لفظ شہر کا مفہوم ایک ہے مگر اس کے مصداق بہت ہیں اس لیے یہ مفہوم کلی ہے۔

اصول: کلی کے مصداق کئی ہوں وہ بھی کلی ہے یا کئی ہو سکتے ہوں وہ بھی کلی ہے تو آگ پانی کی طرح چاند سورج بھی کلی ہیں۔

جزئی: جو مفہوم کئی چیزوں پر نہ بولا جا سکے جزئی ہے جیسے کانپور، تاج محل۔

کلی: جو مفہوم کئی چیزوں پر بولا جا سکے جیسے لڑکا، شہر، عمارت، اسی طرح مسعود سچا ہے، اس میں مسعود جزئی ہے اور سچائی کلی ہے مگر ایک فرد پر بولی گئی ہے۔

مشقی سوالات

زبانی: تصور، تصدیق، بدیہی، نظری کی مثالیں بتاؤ۔

تحریری: میں بازار گیا تھا، اس میں کیا تصور ہے کیا تصدیق؟ معرف کسے کہتے ہیں، کلی جزئی میں کیا فرق ہے، مکہ، شہر، کتاب، یسریٰ، لڑکا، راشد، کیا کیا ہیں، پھران کی طرح کے دوسرے مفہوم لکھو۔

سبق (۵) وجود کی تقسیم

آم میٹھا ہے تو یہ میٹھاس آم کے لفظ میں نہیں ہے، آم کے ذہنی مفہوم میں نہیں ہے بلکہ آم کے مصداق میں ہے، اس لیے ہر چیز کے تین قسم کے وجود ہوتے ہیں لفظی وجود، ذہنی وجود، خارجی وجود اور ان تینوں قسموں کے لوازم بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔

لفظی وجود: ہم جو بولتے ہیں یا لکھتے ہیں وہ آواز کا لفظی وجود ہے جیسے کتاب کے الفاظ، یا قاری اور غیر قاری کے الفاظ کا فرق لفظی وجود کا فرق ہے۔

ذہنی وجود: دماغ میں آنے والے ہر خیال کا ذہنی وجود ہے جیسے دوستی دشمنی، کلی جزئی، متواطی، مشکک۔

خارجی وجود: دماغ سے باہر جو کچھ پایا جاتا ہے وہ اس کا خارجی وجود ہے جیسے ہم تم، آبادی، جانور اور ان میں چلنا، پھرنا، کھانا، پکانا، سب خارجی ہیں۔

لازم وجود لفظی: لفظ کو جب بولتے ہیں یا پڑھتے ہیں، تو وہ مشکل یا آسان، بھدا یا ہلکا ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں وجود لفظی کو لازم ہیں۔

لازم وجود ذہنی: جس چیز کا ذہنی وجود ہوگا اس کیلئے جو بات ثابت ہوگی وہ ذہن میں ہوگی اور وہ بھی ذہنی ہوگی جیسے کسی مفہوم کا کلی ہونا جزئی ہونا معرفہ ہونا، نکرہ ہونا ذہن میں ثابت ہے اور ذہنی ہے۔

لازم وجود خارجی: جس چیز کا خارج میں وجود ہوگا اس کو جو بات ثابت ہوگی، خارج میں ہوگی اور اس کا وجود بھی خارجی ہوگا جیسے آگ خارج میں ہے جس کیلئے خارج میں جلانا ثابت ہے ذہن میں نہیں۔ اسی طرح ریل کا چلنا پانی کا ٹھنڈا ہونا خارجی

وجود رکھتا ہے۔ ذہنی نہیں۔

اصول: تو آم کا ایک لفظی وجود ہے اور اس۔کے مصداق کا خارجی وجود ہے اور اس کے مفہوم کا ذہنی وجود ہے تو خارجی وجود کیلئے میٹھا اور کھٹا ہونا خارجی طور سے لازم ہے۔

اصول: پھر آم کا جو مفہوم ہے تو اس کا ذہنی وجود ہے اس کیلئے کلی ہونا جزئی ہونا اور متواطی ہونا ذہنی طور سے ثابت ہے تو ان صفات کا بھی ذہنی وجود ہے لہٰذا آم کلی ہے تو ان دونوں کا وجود ذہنی ہے۔

اصول: وجود خارجی کے لوازم اور وجود ذہنی کے لوازم الگ الگ ہوتے ہیں، دونوں کا ایک جگہ وجود نہیں ہوگا۔

کلیوں کی نسبت

امرود پھل ہے سبزی نہیں ہے، میٹھا ہے کھٹا نہیں ہے، گول ہے لمبا نہیں ہے، خوبصورت ہے بدشکل نہیں ہے، تو یہاں نو کلیاں ہوئیں ان میں سے کہیں دو ساتھ ساتھ صادق آتی ہیں، اور کہیں نہیں صادق ہوتیں تو دو کلیوں کا ایک جگہ صادق ہونا بھی نسبت ہے الگ ہونا بھی نسبت ہے، اس لیے کلیوں میں جو نسبتیں ہو سکتی ہیں وہ چار قسم کی ہیں، اول تساوی، دوم تباین، سوم عام خاص مطلق، چہارم عام خاص من وجہ۔

تساوی: اگر دو کلیاں ہر ہر فرد پر ساتھ ساتھ صادق آتی ہوں تو دونوں متساویان ہیں اور ان کی نسبت کا نام تساوی ہے جیسے تعلیم گاہ اور مدرسہ، کتا اور بھونکنے والا جانور، چشمہ اور عینک، انسان اور بشر۔

تباین: اگر دو کلیاں کسی فرد پر بھی ساتھ ساتھ صادق نہ آسکیں تو متبائنان ہیں اور ان کی نسبت تباین ہے جیسے رات، دن، طوطا، مینا، آم جامن، میں تباین ہے۔

عموم خصوص مطلق: ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہو اور دوسری کہیں صادق آئے کہیں نہ صادق آئے تو یہ دونوں عام خاص مطلق ہیں اور ان کی نسبت کا نام عموم

خصوص مطلق ہے جیسے پھل اور سیب، انسان اور مرد، جانور اور مرغا، ان میں جس کلی کے افراد زیادہ ہوتے ہیں وہ عام ہے جس کے کم ہوتے ہیں وہ خاص ہے۔

عموم خصوص من وجہ: دو کلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے افراد پر کہیں صادق ہوں کہیں الگ ہو جائے تو یہ دونوں عام خاص من وجہ ہیں اور دونوں کی نسبت عموم خصوص من وجہ ہے جیسے بکری اور کالی دونوں کلیاں ہیں مگر دونوں نہ ایک دوسرے کے ہر فرد پر صادق ہیں نہ ہر فرد سے الگ ہیں بلکہ کہیں کہیں صادق کہیں کہیں الگ ہیں۔

مشقی سوالات

امرود کلی ہے، چائے گرم ہے، کتاب خوشخط ہے، اس میں وجود ذہنی وخارجی متعین کرو، لیموں اور سیب میں، کپڑا اور سوتی میں، آم اور دسہری میں کون کون سی نسبتیں ہیں اور کیوں ہیں، تم پر کتنی کلیاں صادق آتی ہیں اور ان میں نسبتیں کیا کیا ہو سکتی ہیں۔ لکھ کر لاؤ۔

سبق (۶) ذاتی اور عرضی

محمود نیک آدمی ہے، یہاں نیکی اور آدمیت دونوں کلیاں ہیں اور دونوں محمود پر ثابت ہیں مگر نیکی آنے جانے والی صفت ہے اور آدمیت محمود کی بناوٹ میں شامل ہے۔ نیکی بناوٹ میں شامل نہیں ہے مگر اس کے ساتھ موجود ہے جب تک موجود رہے۔

ذاتی: جو کلی اپنے افراد کی بناوٹ میں شامل ہو وہ کلی ذاتی ہے جیسے مور جانور ہے سعید آدمی ہے، جانور اور آدمی ذاتی ہے۔

عرضی: جو کلی اپنے افراد کی بناوٹ میں شامل نہ ہو مگر ان میں پائی جائے وہ کلی عرضی ہے، جیسے شعیب کا نیک ہونا، حامد کا عالم ہونا۔

کلی کی تقسیم

تو کلی کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عرضی، پھر کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں، جنس، فصل، نوع،

اور کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں عرض عام اور خاصہ۔

اصول: مفہوم جس چیز پر صادق ہوتا ہے وہ اس کا مصداق اور فرد کہلاتی ہے، جیسے خالد، راشد، مقبول تینوں پر انسان صادق ہے تو یہ تینوں اس کے افراد ہیں۔

اصول: کلی کے افراد دونوں قسم کے ہوتے ہیں جزئی بھی کلی بھی، چنانچہ انسان کلی ہے اور اس کے افراد جزئی ہیں، پھل کلی ہے اور اس کے افراد، امرود، سیب ہیں اور سب کلی ہیں حیوان کلی ہے اور اس کے افراد انسان، ہرن، شیر یہ سب کے سب کلی ہیں۔

نوع: جو کلی ذاتی بہت سی جزئیات پر بولی جائے اور وہ ان میں مشترک طور سے موجود ہو وہ نوع ہے جیسے انسان، خرگوش، کلی ہیں اور اپنی جزئیات پر بولی جاتی ہیں اور ان میں مشترک طور پر موجود ہیں۔

جنس: جو کلی ذاتی بہت سی کلیات پر مشترک ہو کر بولی جائے جنس ہے جیسے حیوان، پھل، ترکاری، کپڑا، ہتھیار، کیونکہ حیوان کے افراد کلی ہیں اور پھل کے افراد آم، املی، جامن کلی ہیں، ترکاری کے افرادے آلو، پیاز، بیگن سب کلی ہیں اس طرح ہتھیار کے افراد تلوار، توپ، بندوق سب کلی ہیں۔

خاصہ: جو کلی عرضی بہت سی جزئیات میں مشترک طور پر پائی جائے خاصہ ہے عالم ہونا، یا جاہل ہونا محمود، اسعد، شاہد، عتیق چاروں میں مشترک ہے تو یہ جزئی ہیں اور علم یا جہل کلی عرضی ہیں۔

عرض عام: وہ کلی عرضی جو بہت سی کلیات میں مشترک طور پر پائی جائے عرض عام ہے جیسے کھانا پینا، چلنا پھرنا، انسان، گھوڑا، بندر چرند پرند میں مشترک ہے اور یہ سب کلیاں ہیں مگر چلنا پھرنا ان کے لیے عرضی ہے ذاتی نہیں ہے۔ اس لیے یہ عرض عام ہے۔

جنس کی تقسیم

طوطا کبوتر اور مرغا پر مشترک طور سے بولی جانے والی کلی چڑیا ہے اس لیے یہ ان کی جنس ہے مگر ان تینوں کے ساتھ خرگوش ملالو تو اب ان میں چڑیا مشترک نہیں ہے بلکہ حیوان ہونا مشترک ہے اس لیے طوطا کی دو جنس ہوئی ایک چڑیا دوسری حیوان تو چڑیا طوطا کی جنس قریب ہے اور حیوان اس کی جنس بعید ہے کیونکہ دونوں اس کی بناوٹ میں شامل ہیں اس لیے ذاتی ہیں، ایک عام ہے ایک خاص ہے۔

جنس قریب: جو کلی ذاتی چند کلیوں میں مشترک ہو سب میں مشترک نہ ہو وہ جنس قریب ہے۔

جنس بعید: جو کلی ذاتی زیادہ کلیوں میں مشترک ہو وہ جنس بعید ہے۔ جیسے حیوان، سامان، جسم۔

اصول: ایک چیز کی جنس کئی ہوتی ہیں اور وہ سب اس پر صادق آتی ہیں جیسے انسان کیلئے حیوان بھی جنس ہے جسم نامی بھی جسم بھی جوہر بھی کیونکہ ان میں سے کوئی جنس قریب ہے اور کوئی جنس بعید کوئی بعید تر جنس ہے۔

دونوں کا فرق: کمرہ بننے میں چار چیزیں کام میں آتی ہیں دیواریں، چھت، دروازہ اور نقشہ، پھر کمرہ بننے کے بعد اس میں پلستر، سفیدی، چونا کاری ہوتی ہے تو پہلی چار چیزیں اس کی بناوٹ میں شامل ہیں اس لیے ذاتی ہیں ان سے ذات تیار ہوتی ہے اور بعد کی چیزیں سجاوٹ میں داخل ہیں بناوٹ میں شامل نہیں ہیں مگر پائی جاتی ہیں اس لیے عرضی ہیں۔

ذاتی اور ذات: ذاتی وہ جزو ہے جس سے کوئی ذات تیار ہوتی ہے اور ذات وہ حقیقت ہے جو کئی ذاتی چیزوں سے مل کر تیار کی گئی ہو جیسے سائیکل کے پرزے ذاتی ہیں سائیکل ذات ہے، کتاب کا کاغذ، مضمون، لکھائی، چھپائی اس کے اجزاء ذاتی ہیں اور کتاب ذات ہے جو ان سب سے مل کر بنی ہے۔

اصول: ذات کے اندر جو ذاتی اجزاء ہیں وہ سب برابر نہیں ہوتے ہیں بلکہ کچھ عام

ہوتے ہیں کچھ خاص مثلاً کمرہ کے لیے دیواریں، چھت اور کتاب کے لیے لکھائی اور کاغذ عام جزء ہیں لیکن کمرہ کا نقشہ اور کتاب کا مضمون خاص جزء ہیں، اسی نقشہ کی وجہ سے کمرہ برآمدہ وغیرہ سے الگ ہوگیا ہے اور اپنے مضمون کی وجہ سے کتاب دوسری کتابوں سے ممتاز ہوجاتی ہیں۔

فصل: وہ کلی ذاتی جو کسی ذات کا خاص جزء ہو اور اس کو دوسری ذاتوں سے ممتاز کردے فصل ہے جیسے انسان کے افراد کیلئے ناطق ہونا اور مکان کیلئے نقشہ، کتاب کیلئے فن کا مضمون، ان کی حقیقت کے خاص جزء ہیں اور انہیں ساتھیوں سے الگ کردیتے ہیں۔

اصول: کسی ذات کے عام ذاتی جزء کو جنس کہتے ہیں اور خاص ذاتی جزء کا نام فصل ہے جیسے انسان کیلئے حیوان جزء عام ہے تو جنس ہے اور ناطق جزء خاص ہے تو فصل ہے۔

اصول: جنس اور فصل کے ملادینے سے جو ذات مرکب ہوتی ہے وہ نوع حقیقی بن جاتی ہے جیسے انسان کی حقیقت حیوان اور ناطق سے بنائی گئی ہے اور مکان سامان اور نقشہ سے بنایا گیا ہے۔

اصول: نوع ایک مرکب ذات کا نام ہے اور اس کی ذاتیات کا نام جنس اور فصل ہے جن سے وہ مرکب ہوتی ہے۔

فصل کی دو قسمیں ہیں فصل قریب اور فصل بعید۔

فصل قریب: جو فصل اپنی ذات کو اس کی جنس قریب کی دوسری ذاتوں سے الگ کردے وہ فصل قریب ہے۔

فصل بعید: جو فصل اپنی ذات کو اس کی جنس بعید کی دوسری ذاتوں سے الگ کردے وہ فصل بعید ہے۔ اس لیے ناطق انسان کی فصل قریب ہے اور حساس اور نامی ہونا فصل بعید ہے۔

مشقی سوالات

(۱) جانور، آم، پھل، دسہری، امرود میں نوع اور جنس بتاؤ؟

(۲) کتاب، پنسل اور کاپی میں ذاتی کیا کیا ہے عرضی کیا کیا؟

(۳) جنس اور عرض عام کا اسی طرح خاصہ اور نوع کا فرق لکھ کر لاؤ۔

سبق (۷) جنس نوع فصل کی قسمیں

فصل کی تقسیم: کپڑا جنس ہے، اونی، سوتی، ریشمی تینوں قسمیں کپڑے کی نوع ہیں، ان تین نوعوں میں کپڑا تقسیم ہو گیا ہے اور سوت، ریشم، اون نے کپڑے کو تقسیم کر کے اپنی اپنی الگ نوعیں تیار کی ہیں۔

اصول: فصل نے ایک طرف جنس کو تقسیم کر دیا دوسری طرف نوع کی حقیقت بنا دی، اس لیے ہر فصل جنس کیلئے مقسم اور نوع کیلئے مقوم ہوتی ہے جیسے پھول جنس ہے مگر گلاب اور چمیلی نے تقسیم کر کے اپنی اپنی نوع تیار کر دی ہے۔ ترکاری جنس ہے مگر ٹماٹر اور گوبھی اور آلو نے ترکاری کو تقسیم کر دیا اور الگ نوع بنا دی، اسی طرح حیوان جنس ہے اسے ناطق اور ناہق نے الگ الگ تقسیم کر کے حیوان ناطق اور حیوان ناہق کی نوع حقیقی مرکب کر دی۔

فصل مقسم: کسی ذات کا وہ خاص جز ہے جو عام جز کو تقسیم کر دے مقسم ہے جیسے حیوان ناطق، حیوان غیر ناطق میں ناطق۔

فصل مقوم: کسی ذات کا وہ خاص جز ہے جو عام جزء کو ملا کر ایک قسم کی حقیقت تیار کر دے مقوم ہے جیسے ناطق نے حیوان سے مل کر انسان کی نوع بنا دی۔

نوع اور جنس کی تقسیم

گوشت کی ذاتیات میں پانی، مصالحہ، روغن اور گوشت شامل ہیں اور ان میں سے

ہر ایک کلی ہے اور جنس یا نوع یا فصل ہے تو پانی عام جنس ہے مصالحہ عام جنس ہے روغن عام جنس ہے گوشت فصل ہے اس فصل اور اجناس سے مل کر گوشت کی نوع بن جاتی ہے۔

اصول: ایک حقیقت میں کئی جنسیں پائی جاتی ہیں مثلاً سب سے عام جنس پانی ہے اور سب سے خاص جنس روغن ہے اس لیے پانی گوشت کی جنس عالی ہے اور روغن جنس سافل ہے۔

وضاحت: انسان کی ذاتیات میں حیوان ہونا، نامی ہونا، جسم ہونا، جوہر ہونا پایا جاتا ہے تو حیوان اس کی جنس سافل ہے اور جوہر جنس عالی درمیان کی ہر جنس جنس متوسط ہے۔

جنس عالی: کسی نوع کی وہ جنس جو سب سے عام ہو جنس عالی ہے۔

جنس سافل: کسی نوع کی وہ جنس جو سب سے خاص ہو جنس سافل ہے جنس کی دو قسمیں ہیں ایک مستقل بالذات اس کا نام جوہر ہے، دوسری غیر مستقل بالذات اس کا نام عرض ہے یہ دونوں ہر حقیقت میں پائی جاتی ہیں اس سے کوئی خالی نہیں مثلاً سنترہ جوہر ہے اس کی مٹھاس اور رنگ عرض ہے۔

جوہر: وہ کلی ہے جس کا حقیقی وجود ہو جیسے انسان، فرشتہ، آگ، پانی، ہوا اور ان کے مرکبات۔

عرض: وہ کلی ہے جس کا ضمنی وجود ہو جیسے رنگ، سمت، کیفیت، وزن سب جسم کے تابع ہیں۔

نوع کی تقسیم

نوع کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور اضافی۔

نوع حقیقی: جو مفہوم جنس و فصل سے مرکب ہو اور ایک قسم کے افراد کی حقیقت ہو وہ نوع حقیقی ہے۔

نوع اضافی: جو مفہوم خاص ہو اور اس سے عام بھی کوئی مفہوم ہو تو یہ خاص مفہوم اس کے سامنے نوع اضافی ہے جیسے حیوان جسم نامی سے۔ خاص ہے اور جسم نامی جسم مطلق سے خاص ہے اور جسم مطلق جوہر سے خاص ہے اس لیے ہر خاص مفہوم نوع اضافی ہے مگر جو مفہوم کسی دوسرے سے خاص نہ ہو وہ نوع اضافی نہیں ہو سکتی جیسے جوہر۔

اصول: جس نوع کے ماتحت دوسری کوئی نوع خاص نہ ہو وہ نوع عالی کہلاتی ہے اور جس نوع سے اوپر کوئی دوسری نوع عام نہ ہو وہ نوع سافل ہے اس لیے انسان نوع عالی ہے اور جسم مطلق نوع سافل درمیان کی ہر نوع متوسط اور نوع اضافی ہے۔

اصول: جنس کا کمال ہے عام ہونا، نوع کا کمال ہے خاص ہونا اس لیے سب سے عام ہونے میں کامل جنس عالی ہے مثلاً جوہر اور خاص ہونے میں کامل نوع عالی ہے جیسے انسان، اسی طرح سب سے خاص جنس سافل ہے جیسے حیوان اور سب سے عام نوع سافل ہے جیسے جسم مطلق۔

مشقی سوالات

(۱) فصل مقسم اور مقوم میں فرق بتاؤ، گلاب، چنبیلی اور بیلا کی خوشبوئیں کس کی مقسم ہیں کس کی مقوم؟

(۲) جنس عالی، نوع عالی اور جنس سافل، نوع سافل کا فرق بتاؤ اور مثالیں دو۔

(۳) انگور، کیلا اور سنترہ نوع حقیقی ہیں یا اضافی، ان کی جنس کیا ہے؟

سبق (۸) خاصہ اور عرض عام

جو کلی کسی حقیقت کی بناوٹ نیں شامل نہ ہو وہ عرضی ہے اگر کلی عرضی کسی ایک حقیقت

کے افراد میں پائی جائے اور اسے ممتاز کر دے تو خاصہ ہے اور جو کلی عرضی کئی حقیقتوں کے افراد میں پائی جائے وہ عرض عام ہے جیسے ہنسنا انسان کا خاصہ ہے اور کھانا انسان کے لیے عرض عام ہے دونوں عرضی ہیں، عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ عرض لازم، عرض مفارق۔

عرض لازم: وہ کلی عرضی ہے جو اپنی حقیقت سے کبھی جدا نہیں ہوتی جیسے انسان کا سانس لینا، مچھلی کا تیرنا۔

عرض مفارق: وہ کلی عرضی ہے جو اس ذات سے جدا بھی ہو جاتی ہو جیسے بال کی سیاہی، چائے کی گرمی، پانی کی ٹھنڈک۔

عرض لازم کی دو قسمیں ہیں لازم ماہیت اور لازم وجود۔

لازم ماہیت: جو کلی عرضی اپنی حقیقت سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی جیسے مچھلی کا تیرنا، آدمی میں علم کی صلاحیت ہونا، شیطان کا بہکانا لازم ماہیت ہے۔ حقیقت اور ماہیت دونوں ایک چیز کے نام ہیں اور وجود ذہنی اور خارجی دونوں میں پائی جاتی ہے۔

لازم وجود: لازم وجود کی دو قسمیں ہیں لازم وجود ذہنی لازم وجود خارجی۔

لازم وجود خارجی: مثلاً پانی کی ٹھنڈک، گھوڑے کی دوڑ، انسان کا چلنا پھرنا، وجود خارجی کو لازم ہے وجود ذہنی کو نہیں۔

لازم وجود ذہنی: آم کا کلی ہونا، ترکاری کا جنس ہونا، سیب کا نوع ہونا، ناطق کا فصل ہونا، ذہن میں ہے اس لیے وجود ذہنی کو لازم ہے وجود خارجی کو نہیں۔

عرض لازم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ لازم بین، لازم غیر بین، دھواں دیکھ کر آگ کا خیال آتا ہے یہ آگ کا لازم بین ہے جیسے مینارہ سے مسجد فوراً سمجھ میں آتی ہے اگر ایسا لزوم نہ ہو بلکہ سمجھانے سے سمجھ میں آوے تو لازم غیر بین ہے۔

لازم بین: وہ کلی عرضی ہے کہ ملزوم کے تصور سے جس کا تصور لازم ہو جیسے مور سے خوبصورتی۔

لازم غیر بین: وہ کلی عرضی ہے کہ ملزوم کے تصور سے اس کا تصور لازم نہ ہو جیسے امرود سے خوبصورتی۔

عرض مفارق کی قسمیں

کلی عرضی اگر معروض سے جدا ہو جائے تو مفارق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) دیر میں جدا ہو جیسے بال کی سیاہی۔

(۲) جلد جدا ہو جیسے چائے کی گرمی، چہرے کی شرمندگی۔

(۳) جدا ہو سکتی ہو مگر عموماً ہوتی نہ ہو جیسے ستاروں کی روشنی، کوے کی سیاہی۔

عرض کی تقسیم

کلی عرضی کی نو قسمیں ہیں جو ساری کائنات میں کہیں نہ کہیں پائی جاتی ہیں کوئی ان سے خالی نہیں۔ (۱) مقدار جیسے دو میل دور ہے (۲) کیفیت جیسے پھول خوشبودار ہے (۳) نسبت جیسے عمر بن الخطاب (۴) زمانہ جیسے آج نقد کل ادھار (۵) مکان جیسے یہاں مدرسہ ہے (۶) ملک جیسے میرا قلم ہے (۷) فعل جیسے کس نے پھل توڑے ہیں (۸) انفعال جیسے غبارہ پھٹ گیا۔ (۹) وضع جیسے محمود بیٹھا ہے، تم کھڑے ہو یہ جسم کی وہ ہیأۃ ہے جو کسی کے بعد بن جاتی ہے، یہ نو اعراض ہیں (۱۰) دسواں جوہر ہے انہیں کو منطق میں مقولات عشر کہتے ہیں۔

سوالات

(۱) کالا، سفید، سیاہی، سفیدی ان میں سے کون عرض ہے کون جوہر اور کیوں؟

(۲) لازم کی کتنی قسمیں ہیں، مفارق کی مثالیں بتاؤ، اعراض کل کتنے ہیں، مثالیں لکھ کر لاؤ۔

سبق (۹) کلی کی حقیقت

کلی طبعی: دریا، پہاڑ، زمین آسمان کا قدرتی وجود ہے، اسی طرح ہرن، کبوتر، گھوڑے کی

خصوصیات، انسان اور اس کا ناطق ہونا اور ہر ایک حیوان کا چلنا پھرنا کھانا پینا اور خاص خاص کام کرنا سب پیدائشی چیزیں ہیں، ان میں سے ہر ایک امر طبعی ہے اس لیے ہر حقیقت اور اس کا حال کلی طبعی ہے۔

کلی منطقی: ذہن میں جو بھی مفہوم آتا ہے اسے منطق والے تصور یا تصدیق، کلی یا جزئی، ذاتی عرضی، کہتے ہیں اسی طرح اہل منطق نے کس ذاتی کا نام جنس یا فصل یا نوع رکھ لیا ہے اور کسی عرضی کا نام خاصہ یا عرض عام، لازم یا مفارق رکھ لیا ہے تو یہ اہل منطق کی علمی اصطلاح ہے ہر اصطلاح کا ایک خاص مفہوم ہے اور ہر مفہوم ایک دوسرے سے الگ ہے تو منطق کی اصطلاحوں کا نام کلی منطقی ہے۔

کلی عقلی: انسان کا عاقل ہونا کاتب اور ضاحک ہونا اور اس کا کھانا پینا اور اس کا جاندار ہونا ایک امر طبعی ہے تو سوال یہ ہے کہ ان چیزوں پر منطق کی کونسی اصطلاحیں چسپاں ہوں گی۔

جـــواب: انسان ایک ذات ہے اور منطق کی اصطلاح میں وہ نوع ہے اس کا ناطق ہونا فصل ضاحک ہونا خاصہ ہے، چلنا پھرنا، عرض عام ہے حیوانیت جنس قریب ہے اور جسم ہونا جنس بعید۔

ســــوال: کسی کلی طبعی پر کسی منطقی اصطلاح کے صادق آنے کا منطقی نام کیا ہوگا؟

تعریفات: (۱) چیزوں کا اجتماعی وجود اور ان کے قدرتی حالات کا نام طبعی ہے جیسے انسان اور حیوان۔

(۲) منطق کی اصطلاحوں کا نام کلی منطقی ہے جیسے نوع اور جنس۔

(۲) کسی کلی طبعی پر کسی کلی منطقی کے چسپاں ہونے کا نام کلی عقلی ہے جیسے انسان کا نوع ہونا حیوان کا جنس۔

سبق (۱۰) فکر و نظر

اپنی جن معلومات سے کسی نئی چیز کو دریافت کرنے میں مدد ملے وہ معلومات معرف ہیں اور ان کے ذریعہ کسی نئی چیز کی ذاتیات یا عرضیات کا جو علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ تعریف ہے اور اپنی معلومات کو الٹ پھیر کر کسی نئی چیز یا نئی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا فکر و نظر ہے اس کو غور و خوض بھی کہتے ہیں۔

معرف: وہ معلومات یا بدیہیات جن کے ذریعہ نئی بات معلوم ہو سکے معرف اور قول

شارح ہیں۔

تعریف: اپنی معلومات کے ذریعہ کسی نئی چیز کی ذاتیات یا عرضیات کا پتہ لگالینا تعریف ہے، تعریف کی دوقسمیں ہیں حداور رسم۔

حد: اگرکسی نئی چیز کی ذاتیات کا پتہ لگ گیاتو حد ہے جیسے یہ گاجر کا حلوہ ہے، یہ بکری کا گوشت ہے۔

رسم: اگرکسی نئی چیز کی عرضیات کا پتہ چل گیاتو رسم ہے جیسے وہ خوبصورت گڑیا سی کوئی چیز ہے۔

اصول: ذاتیات یعنی جنس، نوع، فصل کا معلوم ہوجانا حد ہے، عرضیات یعنی خاصہ اورعرض عام کا پتہ لگ جانا رسم ہے تو حد کیلئے فصل قریب اور رسم کے لیے خاصہ کا معلوم ہونا ضروری ہے اگران دونوں کے ساتھ جنس قریب بھی ہوتو حد کا نام حدتام ہوگا رسم کا نام رسم تام ہوجائے گا لیکن اگرجنس قریب نہ ہوتو دونوں ناقص یعنی حدناقص اوررسم ناقص ہوں گے۔

حدتام: کسی حقیقت کی جنس قریب اورفصل قریب دونوں کا پتہ لگانا حدتام ہے۔ جیسے ہنہنانے والا جانور یا بھونکنے والا جانور گھوڑے اور کتے کی حدتام ہے۔

حدناقص: کسی حقیقت کی فصل قریب معلوم ہومگر جنس قریب نہ معلوم ہوتو حد ناقص ہے۔ جیسے ہنہنانے والا اور بھونکنے والا اگراس کے ساتھ اس کی جنس جانور نہ کہئے یا نہ معلوم ہوتو حدناقص ہے۔

رسم تام: کسی حقیقت کا خاصہ اور جنس قریب دونوں معلوم ہوجائیں تو رسم تام ہے جیسے چوہا کھانے والی جاندار بلی کے لیے رسم تام ہے کیونکہ چوہا کھانا اس کی خصوصیت ہے اور جاندار جنس قریب ہے اوراگرجنس قریب نہ ہو یا نہ معلوم ہو تو رسم ناقص ہے۔

تعریف لفظی ومعنوی

تعریف کی یہ چار قسمیں ہیں اور سب تعریف معنوی ہیں کیونکہ تعریف معنوی میں کسی چیز کی حقیقت یا حقیقت کا جز ، یا کوئی خصوصیت بیان کردی جاتی ہے جس سے تم اس کی اصلیت سے واقف ہوجاتے ہو اور اگر تعریف لفظی ہو تو ان میں سے ایک بات بھی نہیں ہوتی جیسے ماء یعنی پانی مطر یعنی بارش گائے یعنی بقرہ، گھوڑا یعنی فرس، تو اس مین لفظ کا جو مصداق معلوم ہے اسی کے لیے استعمال ہونے والا دوسرا لفظ بتادیا جاتا ہے جیسے دودھ کا لفظ جس مصداق کے لیے بولتے ہیں اس کے لیے عربی میں کیا لفظ ہے اس سوال کا جواب ہے لبن، اسی کا نام تعریف لفظی ہے۔

تعریف لفظی: کسی لفظ کے مصداق کے لیے دوسرا لفظ بتادینا تعریف لفظی ہے جیسے سگ معنی کتا، ارض معنی زمین۔

سوالات

(۱) کلی منطقی اور عقلی کی تعریف اور مثال لکھو، (۲) بندر حیوان کی نوع ہے، اس میں منطقی طبعی، عقلی کی پہچان بتاؤ (۳) حیوان ضاحک، حد تام، یا رسم تام کیوں ہے۔ (۴) حلوہ یا کسی نمکین چیز کی تعریف کرکے فکر ونظر کی مثال لکھ کر لاؤ۔

باب دوم

سبق (۱۱) تصدیقات

مرکب تام کے جز اول کو موضوع جز دوم کو محمول کہتے ہیں اور دونوں میں جو تعلق ہے اس کا نام نسبت ہے اگر محمول موضوع کے لیے ثابت ہے تو ایجاب ہے اگر محمول موضوع سے الگ

ہے تو سلب ہے جیسے محمود گیا۔ سعید نہیں گیا۔

تصدیق: جس مرکب تام کے ایجاب یا سلب کا یقین ہو جائے تو وہ تصدیق ہے۔

تصور: جس مرکب تام کے ایجاب یا سلب کا یقین نہ ہو، وہم یا گمان ہو یا شک ہو وہ تصدیق نہیں ہے بلکہ وہ تصور یا تصورات کا مجموعہ ہے۔

قضیہ: وہ مرکب تام ہے جس میں صحیح ہونے یا غلط ہو جانے کی گنجائش ہو قضیہ ہے جیسے وہاں آندھی آئی تھی اگرچہ یقینی بات ہے مگر غلط ہو سکتی ہے اسی طرح جس کو غلط کہتے ہیں وہ صحیح ہو سکتی ہے۔ اس کا نام جملہ خبریہ ہے۔

قضیہ کی بناوٹ

حملیہ: اگر کسی قضیہ میں ایک نسبت ہو اور اس کا یقین ہو تو قضیہ حملیہ ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ محصلہ اور معدولہ۔

معدولہ: اگر موضوع یا محمول یا دونوں کسی منفی مفہوم سے بنے ہوں تو قضیہ معدولہ ہے۔ جیسے نوکر نالائق ہے، بیکار قلم دیدیا پہلے کا محمول دوسرے کا موضوع منفی ہو۔

محصلہ: اگر موضوع یا محمول میں سے کوئی بھی منفی مفہوم نہ رکھتا ہو تو قضیہ محصلہ ہے جیسے بارش ہوئی، دھوپ نہیں ہے۔

شرطیہ: اگر قضیہ دو نسبتوں سے بنایا گیا ہو اور دونوں یقین سے خالی ہوں تو قضیہ شرطیہ ہے جیسے تم اگر محنت کرو گے تو پاس ہو گے۔

حملیہ اور اس کی قسمیں

قضیہ حملیہ کا موضوع اپنی مصداق کے لحاظ سے چار طرح کا ہو سکتا ہے۔

شخصیہ: موضوع اگر شخص معین جزئی ہے تو شخصیہ ہے جیسے مسعود گیا، دہلی آ گیا، میں نے دیکھا موضوع اگر کلی ہو تو اس کی تین قسمیں ہیں (۱) طبعیہ، (۲) محصورہ

(۳) مہملہ۔

طبعیہ: اگر موضوع مفہوم کلی ہے اور حکم اِس کے افراد پر نہیں بلکہ حقیقت پر لگا ہے تو طبعیہ ہے جیسے لومڑی چالاک ہوتی ہے۔ گدھا بیوقوف جانور ہے۔

محصورہ: اگر موضوع مفہوم کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر لگا ہو اور افراد کی تعداد بتادی گئی ہو تو قضیہ محصورہ ہے جیسے سب مہمان آ گئے کچھ پھل لے لو، محصورہ کی چار قسمیں ہیں دو ایجابی، دو سلبی۔

موجبہ کلیہ: اگر موضوع کلی ہو اور حکم تمام افراد پر لگا ہو تو موجبہ کلیہ ہے جیسے سب لوگ آ گئے۔

موجبہ جزئیہ: اگر موضوع کے کچھ افراد پر حکم ہو تو موجبہ جزئیہ ہے جیسے چند کتابیں کھو گئیں۔

سالبہ کلیہ: اگر موضوع کے تمام افراد سے حکم اٹھ گیا ہو تو سالبہ کلیہ ہے جیسے سب ڈبے نہیں گرے۔

سالبہ جزئیہ: اگر موضوع کے کچھ افراد سے حکم اٹھ گیا تو سالبہ جزئیہ ہے جیسے چند طلباء نہیں آئے۔

مہملہ: اگر حکم لگاتے وقت موضوع کے افراد کی تعداد نہ بتائی جائے تو قضیہ مہملہ ہے جیسے روپے کھو گئے۔ سامان نہیں ملا۔

اصول: مہملہ میں موضوع کے افراد پر حکم لگتا ہے تو چند افراد پر ضروری ہوگا، اس لیے مہملہ صادق ہوگا وہاں جزئیہ بھی صادق ہوگا اس لیے مہملہ اور جزئیہ مصداق کے لحاظ سے برابر ہیں مگر بناوٹ میں فرق ہے جیسے پھل خریدے اور کچھ پھل خریدے دونوں کا حاصل ایک ہے۔

موضوع کے وجود کی تقسیم

عامر نے سبق پڑھا اس کا مطلب یہ ہے کہ عامر موجود ہے تو اس نے سبق پڑھا ہے لیکن اگر کہتے کہ عامر نے سبق نہیں پڑھا ہے تو ہوسکتا ہے کہ عامر موجود ہو اور سبق نہ پڑھا ہو اور ہوسکتا ہے کہ عامر موجود نہ ہو اس لیے نہ پڑھا ہو۔

اصول: ایجاب میں موضوع کا موجود ہونا ضروری ہے اور سلب میں ضرور نہیں یعنی موجود ہو تب بھی نہ موجود ہو تب بھی حکم ختم ہو جائے گا۔

اصول: موضوع کے موجود رہنے کا مطلب ہے اس کے افراد کا وجود تو اس وجود کی تین قسمیں ہیں حقیقی یا خارجی یا ذہنی اس لیے قضیہ یا حقیقیہ ہوگا یا خارجیہ یا ذہنیہ تین قسم کا ہوگا۔

قضیہ حقیقیہ: اگر حکم موضوع کے ان افراد پر ہو جو موجود ہوں یا ہو سکتے ہوں تو حقیقیہ ہے جیسے لومڑی چالاک ہوتی ہے یہ حکم اس لومڑی پر بھی ہے جو آج موجود ہے اور اس لومڑی پر بھی صحیح ہوگا جو آئندہ ہوگی کتا شکاری جانور ہے انسان ذہین مخلوق ہے۔

قضیہ خارجیہ: اگر حکم موضوع کے ان ہی افراد پر ہو جو خارج میں موجود ہوں تو خارجیہ ہے جیسے مور ناچ رہا ہے، آگ جل رہی ہے برف پگھل گئی، یہ حکم صرف وجود خارجی پر لگا ہے۔

قضیہ ذہنیہ: اگر حکم موضوع کے انہیں افراد پر ہو جو ذہن میں موجود ہوں تو ذہنیہ ہے جیسے حیوان کلی ہے یعنی حیوان کی مشترک حقیقت کا جو وجود ذہنی ہے وہ کلی ہے اور جنس ہے، اسی طرح کسی کا نوع، فصل یا عرض عام، یا خاصہ ہونا صرف وجود ذہنی کیلئے ثابت ہے۔

سوالات

(۱) موضوع کے لحاظ سے حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) طبعیہ و خارجیہ اور جزئیہ و مہملہ کا فرق بتاؤ۔

(۳) ریل جا رہی ہے، بگلا سفید ہوتا ہے، ہر مرغ بولتا ہے، کوئی لڑکا شریر ہوتا ہے، ان جملوں کے نام بتاؤ۔

قضیہ معدولہ کی قسمیں

منفی مفہوم: کسی لفظ سے حرف نفی کو ملا کر اس سے ایک مرکب مفہوم بنا لیتے ہیں جیسے لائق

سے نالائق، تمیز سے بے تمیز، مفید سے غیر مفید، یہ منفی مفہوم مثبت مفہوم کی طرح کہیں کہیں بیحد کام آتا ہے جیسے میں بیوقوف نہیں، وہ بلا وجہ خفا ہیں، یہ کام ناممکن ہے۔

معدولۃ الموضوع: جس قضیہ حملیہ کا موضوع حرف سلب سے مل کر نفی مفہوم رکھتا ہو وہ معدولۃ الموضوع ہے جیسے بے تمیز لڑکا ہے۔

معدولۃ الطرفین: جس قضیہ کا موضوع ومحمول دونوں منفی ہوں جیسے بے وقت جانا نامناسب ہے، وہ معدولۃ الطرفین ہے۔

ایجاب وسلب: معدولہ میں نسبت اگر ایجابی ہے تو موجبہ ہے اور نسبت سلب کر لی گئی ہو تو سالبہ ہے جیسے نوکر بے وقوف ہے سالبہ ہے، اور وہ بیوقوف ہے یہ موجبہ ہے اگر چہ حرف سلب یہاں موجود ہے مگر نسبت کے لیے نہیں ہے۔

سبق (۱۲) قضیہ محصلہ کی قسمیں

اصول: جس قضیہ کا کوئی جز ومنفی مفہوم نہ رکھتا ہو وہ حملیہ محصلہ ہے جیسے حامد گیا۔

غلط صحیح: آسمان سے پانی گر رہا ہے یہ واقعہ ہے تم کہتے ہو بارش ہو رہی ہے یہ بیان واقعہ ہے اگر واقعہ اور بیان واقعہ دونوں مطابق ہوں تو صحیح ہے یا سچ ہے اور اگر دونوں مطابق نہ ہوں تو غلط بیانی ہے یا جھوٹ ہے۔

اصول کیفیت: آم میٹھا ہے، لیموں ترش ہے، سوال یہ ہے کہ مٹھاس یا ترشی کے ثبوت کی کیفیت کیا ہے؟

جواب: اس کا ثبوت ضروری ہے دائمی ہے، بالفعل ہے، ممکن ہے، ناممکن ہے، ان پانچ جوابوں میں سے ایک ہی جواب صحیح ہے، مثلاً آم کا میٹھا ہونا ممکن ہے، لیموں کا ترش ہونا لازم ہے، باقی چاروں جواب غلط ہیں کیونکہ خلاف واقعہ ہیں۔

مادہ: واقعہ میں ثبوت کی جو کیفیت ہے اس کا نام مادہ ہے تو آم میں مٹھاس کی

لیموں میں ترشی کے ثبوت کی جو کیفیت ہے وہ مادہ ہے۔

جہت: واقعہ میں جو مادہ ہے اس کو جملے میں بیان کرنا جہت ہے جیسے مٹھاس کا ممکن ہونا، ترشی کا لازم ہونا، جہت ہے کیونکہ لفظ امکان اور لزوم سے مادہ کو بیان کیا گیا ہے تو یہ جہت ہے۔

صحیح: مادہ اور جہت دونوں مطابق ہوں تو قضیہ صحیح ہے ورنہ غلط۔

غلط: اگر مادہ اور جہت مطابق نہ ہوں تو مادہ صحیح ہے جہت غلط ہے جیسے آم کا میٹھا ہونا لازم ہے یہ غلط ہے ممکن ہونا صحیح ہے۔

موجہہ: جس قضیے میں مادہ کی جہت نہ بیان کی گئی ہو مطلقہ ہے اور جن قضیے میں مادہ کی جہت بیان کی گئی ہو موجہہ ہے جیسے آگ جلاتی ہے، آگ ضرور جلاتی ہے۔

کیفیات خمسہ

مادہ اور جہت: ہر واقعہ میں پانچ کیفیتوں میں سے کوئی کیفیت یقیناً ہوگی وہ قسمیں یہ ہیں۔

(۱) ضروری (۲) دائمی (۳) بالفعل (۴) ممکن (۵) ناممکن۔

ضرورت: موضوع کیلئے محمول کا ثبوت اگر لازمی ہو کہ علیحدہ نہ ہوسکتا ہو تو ضروری ہے۔

جیسے آگ کا جلانا، مور کا ناچنا، انسان کا ناطق ہونا لازم اور ضروری ہے۔

دوام: موضوع کیلئے محمول کا ثبوت ہر زمانے میں ہو مگر علاحدگی ممکن ہو جیسے ستاروں کا چمکنا نبض کا چلنا، خون کی گردش۔

بالفعل: موضوع کیلئے محمول کا ثبوت تین زمانون میں سے کسی زمانے میں ہو جیسے بارش ہو رہی ہے، قیامت آنے والی ہے۔

امکان: موضوع کیلئے محمول ثابت ہوسکتا ہو جیسے لوہا پگھل سکتا ہے، دل کی حرکت بند ہوسکتی ہے، ستارہ ٹوٹ سکتا ہے۔

محال: موضوع کیلئے محمول کا ثبوت ناممکن اور محال ہو جیسے رات کا دن ہونا، آم کا

جامن ہونا، کتے کا ہرن ہونا محال ہے۔

خلاصہ: جس کا ثبوت یا وجود لازم ہو ضروری یا واجب ہے، جس کا ثبوت ہر زمانے میں میں ہو مگر لازم نہ ہو دائمی ہے، جس کا ثبوت ناممکن ہو محال ہے، جس کا وجود یا عدم ضروری نہ ہو ممکن ہے، جس کا ثبوت کسی زمانے میں ہو بالفعل ہے۔

سوالات

(۱) مادہ اور جہت کا فرق بتاؤ۔ (۲) محصلہ کو موجہہ بناؤ (۳) ضرورت دوام کا فرق بتاؤ۔ (۴) موجہہ کے صحیح یا غلط ہونے کی مثالیں دو (۵) صحیح کرو، لیموں کبھی ترش ہوتا ہے، آم ہمیشہ میٹھا ہوگا، انسان ضرور ہنسے گا۔

سبق (۱۳) ذات اور وصف عنوانی

(۱) کسی ذات کو بتلانے کی دو صورتیں ہیں ذات کا نام یا لقب یا تخلص ذکر کیا جائے جیسے شبلی نام ہے غالب تخلص ہے ابوالکلام کنیت ہے اور ان سب سے مراد ذات ہی ہوتی ہے۔

(۲) کسی ذات کا لقب یا کوئی وصف ذکر کیا جائے جیسے امیرالمؤمنین، مولانا، حکیم، داروغہ، گورنر، نوکر اور صدر کہ یہ سب کسی نہ کسی ذات کی صفت یا لقب ہیں مگر ان سے بھی ذات ہی مراد ہوتی ہے۔ اسی کا نام وصف ہے۔

فرق: پہلی صورت میں جو حکم ہوگا ذات پر ہوگا اور اس ذات کی وجہ سے ہوگا جیسے سعید نے جھگڑا کرلیا، کلو نے صلح کرادی، دوسری صورت میں جو حکم ہوگا وہ بھی موضوع کے ذات ہی پر ہوگا۔ مگر اس میں وصف اور لقب کا بھی دخل ہوگا جیسے صدر کا فرمان ہے، منشی کی رپورٹ ہے، ڈاکٹر کا نسخہ ہے۔ مولانا نے تقریر کی، استاد نے پڑھایا، ہر ایک میں ذات کے وصف کا اعتبار اور دخل ہے۔

ذات موضوع: جس کے افراد پر حکم لگایا جائے اور کسی وصف کا لحاظ نہ ہو ذات ہے۔

وصف عنوانی: وہ وصفت ہے جس کے ذریعہ کسی ذات پر حکم لگایا جائے وصف عنوانی ہے۔

اصول: وہ پانچوں کیفیات کبھی ذات کیلئے ذات کی وجہ سے ثابت ہوتی ہیں جیسے کتا جب تک کتا ہے اسکا بھونکنا ضروری ہے اور کبھی ذات کیلئے وصف کی وجہ سے ثابت ہوتی ہیں جیسے نوکر جب تک نوکر ہے ضرور کام کرے گا۔ اس میں ضرورت کی کیفیت نوکری کی وجہ سے ہے ذات کی وجہ سے نہیں۔

ضرورت ذاتی: ضرورت کا حکم اگر ذات کی وجہ سے ثابت ہو تو ضرورت ذاتی ہے۔

ضرورت وصفی: ضرورت کا حکم اگر ذات پر کسی وصف کی وجہ سے ثابت ہو تو ضرورت وصفی ہے اسی طرح دوام ذاتی دوام وصفی بھی ایک کیفیت کا نام ہے، اگر دوام ذات کی وجہ سے ثابت ہے تو دوام ذاتی اگر وصف کی وجہ سے ثابت ہے تو دوام وصفی ہے۔

موجہات کی بناوٹ

ضرورت، دوام، بالفعل اور امکان سے آٹھ قضیے بنائے جاتے ہیں۔

(۱) ضرورت سے چار بنیں گے ضروریہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ، مطلقہ۔

(۲) دوام سے دو بنیں گے، دائمہ مطلقہ، عرفیہ عامہ۔

(۳) بالفعل سے ایک بنے گا، مطلقہ عامہ۔

(۴) امکان سے ایک بنے گا، ممکنہ عامہ، اس طرح کل آٹھ قضیے ہوں گے۔

ضروریہ مطلقہ: موضوع کی ذات کیلئے حکم ضروری ہو تو ضروریہ مطلقہ جیسے پتھر جب تک پتھر ہے اس کا سخت ہونا ضروری ہے، پانی جب تک پانی ہے اسکا بہنا ضروری ہے، ضرورت ذاتی سے بنایا گیا ہے۔

مشروطہ: موضوع کے وصف کی وجہ سے موضوع پر حکم ضروری ہو تو مشروطہ ہے جیسے صدر جب تک صدر ہے فرمان کا ماننا ضروری ہے، نوکر جب تک نوکر ہے تابعداری ضروری ہے اس میں ضرورت وصفی ہے۔

وقتیہ مطلقہ:۔ موضوع کیلئے حکم کسی مقررہ وقت پر ضروری ہوتو وقتیہ مطلقہ ہے جیسے جمعہ کو ہر مدرسہ میں تعطیل ضروری ہے، مسلمان پر رمضان میں روزہ رکھنا ضروری ہے اس میں ضرورت وقتی ہے۔

منتشرہ مطلقہ: موضوع کا حکم اگر ضروری ہو مگر وقت معین نہ ہوتو منتشرہ مطلقہ ہے، جیسے انسان کے نبض کی حرکت ہر دم ضروری ہے، جاندار کا سانس لینا ہر وقت ضروری ہے اس میں بھی ضرورت وقتی ہے مگر وقت معین نہیں ہے اور اس میں معین ہے۔

دائمہ مطلقہ: موضوع سے محمول اگر جدا ہو سکتا ہو مگر تینون زمانوں میں سے کسی زمانے میں جدا نہ ہوتا ہو دائمہ مطلقہ ہے جیسے ستارے ہمیشہ چمکتے رہتے ہیں، خون ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے اس میں دوام ذاتی ہے۔

عرفیہ عامہ: موضوع کے وصف کی وجہ سے حکم دائمی ہوتو عرفیہ عامہ ہے جیسے بچہ جبتک بچہ ہے ہمیشہ پیار کیا جاتا ہے محنتی نوکر کی ہمیشہ قدر کی جاتی ہے اس میں دوام وصفی ہے۔

مطلقہ عامہ: موضوع کیلئے محمول تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ثابت ہوتو مطلقہ عامہ ہے جیسے امتحان شعبان میں ہوگا، داخلہ شوال میں ہوا تھا، آجکل یہاں پڑھتا ہوں۔

ممکنہ عامہ: موضوع پر حکم اس وجہ سے ہے کہ محمول ثابت ہو سکتا ہے جیسے ممکن ہے کہ زہر کھا کے بھی آدمی بچ جائے، ممکن ہے سیلاب آجائے، لوہا پگھل سکتا ہے اس کا امکان ہو گیا۔

سوالات

(۱) وصف عنوانی اور ذات میں فرق بتاؤ، (۲) ضرورت، دوام، بالفعل کو قضیوں میں استعمال کرو، (۳) دائمہ اور مطلقہ عامہ میں کیا فرق ہے؟ (۴) مرغا صبح کو ضرور اذان دیتا ہے۔ مریض کو ڈاکٹر کی بات ماننا لازم ہے، یہ کیوں موجہہ ہیں اور ان کے کیا نام رکھو گے۔

سبق (۱۴) بسیطہ اور مرکبہ

اصول: قضیہ حملیہ میں کبھی صرف ایجاب کبھی صرف سلب ہوتا ہے جیسے حامد گیا موجبہ ہے، خالد

نہیں آیا سالبہ ہے، قضیے میں اگر صرف ایجاب کی کیفیت یا صرف سلب کی کیفیت بیان کی گئی ہو تو موجہہ بسیطہ ہے، جیسے رات کو ہمیشہ نیند آتی ہے، آدمی ہر دم خوش نہیں رہتا۔

اصول: قضیہ میں کبھی ایجاب اور سلب دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جیسے آج کر دیتا ہوں ہمیشہ نہیں کروں گا اس میں دو قضیے ہیں پہلا موجبہ وقتیہ ہے دوسرا سالبہ دائمہ ہے اور دونوں کیفیتوں سے مل کر ایک نیا مفہوم پیدا ہوا ہے جو دونوں سے الگ ہے اس کا نام موجہہ مرکبہ ہے کیونکہ اس میں ایجاب وسلب دونوں کی رعایت ہوتی ہے۔

بسیطہ: جس قضیہ موجہہ میں صرف ایجاب یا صرف سلب کی کیفیت بیان کی گئی ہو بسیطہ ہے۔

مرکبہ: جس قضیہ موجہہ میں ایجاب اور سلب دونوں کی کیفیتیں ساتھ ساتھ بیان ہوئی ہوں مرکبہ ہے جیسے آدمی کبھی ہنستا ہے ہمیشہ نہیں، چاند آج نکل بھی سکتا ہے نہیں بھی نکل سکتا۔

اصول: قضیہ مرکبہ میں ایجاب وسلب کے دو قضیے ہوتے ہیں اگر پہلا جز وموجبہ ہے تو اس مرکبہ کا نام موجبہ ہوگا اور اگر پہلا جز وسالبہ ہے تو اس پورے قضیے کا نام مرکبہ سالبہ ہوگا۔

اصول: پہلا جزء اصل قضیہ ہے دوسرا جز وتابع مانا گیا ہے اس لیے اس میں دوام ہوگا تو دوسرے میں لا دوام، ایک میں ضرورت ہوگی تو دوسرے میں لاضرورت یا لا دوام۔

لاضرورۃ ذاتی: جو حکم کسی ذات کیلئے اس طرح ثابت ہو کہ اس کا ختم ہونا محال ہو ضرورت ذاتی ہے جیسے پانی کا بہنا لازم ہے، اس کی ضد لاضرورۃ ہے جیسے آم کا میٹھا ہونا ضروری نہیں ہے یعنی ذات کیلئے حکم اس طرح ثابت نہ ہو کہ ختم ہونا محال ہو تو یہ لاضرورت ذاتی ہے۔

لاضرورۃ وصفی: جو حکم وصف عنوانی کیلئے ثابت ہو کہ اس کا ختم ہونا محال ہو ضرورت وصفی ہے۔ جیسے مدرس جب تک مدرس ہے درس دینا لازم ہے اور اگر وصف کیلئے اس طرح ثابت نہ ہو کہ ختم ہونا محال ہو تو لاضرورۃ وصفی ہے جیسے نوکر کا ملازم رہنا ضروری نہیں ہے۔

لاضرورۃ کا مفہوم: جب حکم ضروری نہیں ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) مثلاً دائمی ہو، (۲) بالفعل کسی وقت ہو، (۳) امکانی طور پر ثابت ہو سکتا ہو (۴) کبھی ہو کبھی نہ ہو، مگر اہل منطق عام طور پر لاضرورۃ سے امکان عام مراد لیتے ہیں کہ جو حکم ضروری نہیں ہے تو ممکن ہوگا اس لیے

لاضرورۃ سے ممکنہ عامہ بن جاتا ہے۔

لا دوام وصفی: جو حکم وصف عنوانی کیلئے ہر زمانہ میں ثابت رہے دوام وصفی ہے جیسے پیغمبر ہمیشہ نیکی سکھاتا ہے، جو حکم وصف عنوانی کیلئے ہر زمانہ میں ثابت نہ رہے تو لا دوام وصفی ہے جیسے باورچی ہمیشہ نہیں پکاتا، بچہ ہمیشہ ناواقف نہیں رہتا۔

لا دوام کا مفہوم: جو حکم تینوں زمانوں میں ثابت نہ رہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) بالکل ثابت نہ ہو، (۲) ثابت ہوسکتا ہو، (۳) کسی وقت ثابت ہو (۴) کبھی ثابت ہو کبھی ثابت نہ ہو، مگر اہل منطق عموماً یہی مطلب لیتے ہیں کہ وہ کسی وقت ثابت ہے اس لیے لا دوام سے مطلقہ عامہ بنایا کرتے ہیں۔

اصول ترکیب: جب کسی موجہہ میں لاضرورۃ کی قید لگاتے ہیں تو وہ دوسرا قضیہ ممکنہ عامہ بن جاتا ہے اور جب کسی موجہہ میں لا دوام کی قید بڑھاتے ہیں تو دوسرا قضیہ مطلقہ عامہ بن جاتا ہے اور دونوں کے ملانے سے جو نیا مفہوم معلوم ہوتا ہے وہ مرکبہ کہلاتا ہے جیسے سورج ہمیشہ پورب سے نکلتا ہے مگر ایسا ضروری نہیں یعنی پورب کے بغیر بھی نکلنا ممکن ہے تو پہلا قضیہ دائمہ مطلقہ تھا اس میں ممکنہ عامہ کی قید لگادی تو دونوں سے مل کر دائمہ ہوگیا اسی طرح شاہد جب تک امام ہے اس کی اتباع ضروری ہے ویسے ضروری نہیں، پہلا قضیہ مشروطہ ہے اس میں لاضرورۃ کی قید سے دوسرا قضیہ ممکنہ عام بن گیا تو دونوں سے مل کر جو مرکبہ تیار ہوا اس کا نام مشروطہ ہے۔

تشریح: شاہد امام ہے تو ضرورت وصفی یہ ہے کہ امام کی اتباع لازمی ہے ویسے ضروری نہیں، یعنی جب وہ امام نہ رہے تو ذاتی طور سے اتباع ضروری نہیں، تو موضوع ایک ہے محمول ایک ہے مگر ایک ضرورت وصفی ہے دوسری لاضرورت ذاتی تو دونوں کی جہتیں ایک جگہ اس لیے موجود ہیں کہ ضرورت کا وقت دوسرا ہے لاضرورت کا وقت دوسرا ہے ایک کی حیثیت وصفی ہے دوسرے کی حیثیت ذاتی ہے۔ اس طرح وقت، حیثیت، اضافت بدل جانے سے مرکبہ بنانا آسان ہوجاتا ہے اگر ایسا فرق بھی نہ ہو تو ذاتی طور پر بہ یک وقت کوئی حکم ضروری وغیر ضروری نہیں ہوسکتا، اس لیے مرکبہ نہیں بن سکتا۔

سوالات

(۱)بسیطہ کتنے ہیں۔(۲)بسیطہ کو مرکبہ کس طرح بناتے ہیں (۳) لا دوام کا مطلب کیا ہے (۴) ضرورت ذاتی اور ضرورت وصفی میں کیا فرق ہے (۵) ضرورت اور لاضرورۃ ایک قضیے میں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔

سبق (۱۵) بسیطہ کی ترکیب اور قسمیں

بسیطہ میں لاضرورت ذاتی یا لا دوام ذاتی کی قید لگانے سے مرکبہ بن جاتا ہے مرکبہ کے پانچ قضیے لا دوام ذاتی سے بنتے ہیں، (۱) مشروطہ، (۲) عرفیہ، (۳) وقتیہ (۴) منتشرہ (۵) وجودیہ لا دائمہ اور دو لاضرورت ذاتی سے بنتے ہیں (۱) وجودیہ لاضروریہ (۲) ممکنہ خاصہ اس طرح مرکبات کی سات قسمیں ہیں جو رائج اور معتبر ہیں ورنہ مرکبہ تو بہت بن سکتے ہیں، لیکن سب صحیح نہیں ہوں گے۔

مشروطہ خاصہ: مشروطہ عامہ میں لا دام ذاتی لگا کر اسے مشروطہ خاصہ بنا دیتے ہیں۔ جیسے حاکم جب تک حاکم ہے اس کی تابعداری ضروری ہے ہمیشہ نہیں، تو پہلے قضیے میں ضرورۃ وصفی ہے دوسرے میں لا دوام ذاتی ہے جیسے کل مصل طاھر بالضرورۃ لا بالدوام۔

عرفیہ خاصہ: عرفیہ عامہ کو جب لا دوام ذاتی سے مقید کرو تو عرفیہ خاصہ کہلائے گا جیسے کل عالم مطاع بالدوام لا دائما عالم جب تک علم پر قائم ہے ہمیشہ عزت کی جاتی ہے۔ ویسے ہمیشہ نہیں ہوگی۔ یہاں پہلے میں دوام وصفی ہے دوسرے میں لا دوام ذاتی۔

وقتیہ: وقتیہ مطلقہ لا دوام ذاتی لگا دینے سے وقتیہ بن جاتا ہے جیسے ریل چھ بجے ضرور آتی ہے ہر وقت نہیں، کل صائم یفطر عند الغروب بالضرورۃ لا دائما یہاں پہلے میں ضرورت وصفی ہے دوسرے میں لا دوام ذاتی۔

منتشرہ: مطلقہ کو لا دوام ذاتی سے مقید کر کے منتشرہ بنالیا جاتا ہے جیسے کل حیوان متنفس

بالضرورۃ لا دائما دوران خون ہر جاندار میں جب تک زندہ ہے ضروری ہے ویسے ہر دم نہیں، اس میں ضرورۃ ذاتی اور لا دوام ذاتی وقت کا فرق ہے۔

وجودیہ لاضروریہ: مطلقہ عامہ کو لاضرورۃ ذاتی سے مقید کرتے ہیں تو وجودیہ لاضروریہ بن جاتا ہے جیسے شام کو طلباء کھیلتے ہیں ہر دم ضروری نہیں ہے پہلا مطلقہ عامہ ہے دوسرا ممکنہ عامہ ہے کیونکہ پہلا بالفعل ہے دوسرا لاضرورۃ وصفی ہے دونوں کا وقت الگ الگ ہے۔

وجودیہ لا دائمہ: اگر مطلقہ عامہ میں لا دوام ذاتی کی قید لگا دیں تو وجودیہ لا دائمہ بن جائے گا جیسے کل ہی بارش ہوئی ہے روز روز تو نہیں ہوگی اس میں دونوں بالفعل ہیں کیونکہ پہلا لا دوام ذاتی ہے دوسرا بھی لا دوام ذاتی صرف وقت ثبوت اور سلب بدل گیا ہے۔

ممکنہ خاصہ: ممکنہ عامہ کو لاضرورۃ ذاتی سے مقید کر کے ممکنہ خاصہ بنا لیتے ہیں جیسے بارش ہو بھی سکتی ہے نہیں بھی ہو سکتی ہے۔ دونوں جزء ممکنہ عامہ ہیں ثبوت کا بھی امکان ہے سلب کا بھی امکان ہے۔ کیونکہ دونوں میں سے کوئی ایک ضروری نہیں لہذا دونوں ممکن ہیں، اسی دو طرفہ امکان کا نام امکان خاص ہے، اگر بادل برس گئے یا ختم ہو گئے تو امکان خاص ختم، کیونکہ ایک بالفعل ہو جائے گا دوسرا بالامکان، یہ ہوئے سات مرکبات۔

اصول: لاضرورۃ ذاتی ہو یا وصفی اسی طرح لا دوام ذاتی ہو یا وصفی دونوں سے اور بھی قضیے بنتے رہتے ہیں مگر معتبر اور رائج یہی قضیے ہیں اگرچہ دوسروں سے حسب ضرورت کام لیتے ہیں۔

سوالات

(۱) حملیہ کی کل کتنی قسمیں ہیں (۲) موجہات میں بسائط کتنے ہیں مرکبات کتنے؟ (۳) مرکبہ کیسے بنتا ہے؟ (۴) لا دوام ذاتی اور وصفی میں فرق بتاؤ؟ (۵) ضرورۃ ذاتی اور لاضرورۃ ذاتی سے کون کون قضیے بن جاتے ہیں؟ (۶) فاروق کی شادی شعبان میں ہوگی اس وقت نہیں مرکبہ ہے یا بسیطہ اور موجبہ ہے یا سالبہ

سبق (۱۶) شرطیہ کی قسمیں

شرطیہ: جو قضیہ دو نسبتوں سے بنا ہو اور یقین سے خالی ہو وہ شرطیہ ہے اس کے جز اول کو مقدم اور جزء دوم کو تالی کہتے ہیں جیسے جو سویا وہ کھویا۔ مقدم کا نام شرط بھی ہے تالی کا نام جزاء بھی۔

شرطیہ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے دو قسم پر ہے، متصلہ، منفصلہ۔

متصلہ: اگر پہلی نسبت کا دارومدار دوسری نسبت پر ہو تو متصلہ ہے جیسے من صدق نجا، اگر محنت کروگے تو سرخرو ہوگے یہ موجبہ ہے اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ جو گالی دے اس کی عزت کی جائے یہ سالبہ ہے۔

منفصلہ: اگر دونوں نسبتوں میں تناؤ ہے تو منفصلہ ہے جیسے یہاں تم رہوگے یا ہم، یہ طاق ہے یا جفت۔

اصول: شرطیہ متصلہ کی دونوں نسبتوں میں جو علاقہ ہے اس کو اتصال کہتے ہیں، منفصلہ کی دونوں نسبتوں میں جو علاقہ ہے اس کا نام انفصال ہے۔ متصلہ میں جو اتصال ہے اس کی دو قسمیں ہیں کیونکہ یہ اتصال یا تو دونوں نسبتوں میں لزوم کی وجہ سے ہوگا یا اتفاق کی وجہ سے ہوگا۔ پہلے کو لزومیہ دوسرے کو اتفاقیہ کہتے ہیں۔

لزومیہ: مقدم کی نسبت اگر تالی کی نسبت کیلئے ایسی ہو کہ اس کی وجہ سے تالی کا وجود ضروری ہے تو اسے علت کہتے ہیں، اور یہ متصلہ لزومیہ ہے جیسے جب سورج نکلے گا تو دن ضرور ہوگا، جو پاس ہوگا وہ انعام پائے گا جب شکر پڑے گی تو میٹھا ہوگا۔

اتفاقیہ: اگر مقدم تالی کیلئے علت نہیں ہے پھر بھی اس کی وجہ سے تالی کا وجود ہے تو متصلہ اتفاقیہ ہے کیونکہ معمولی اتصال ہے جیسے جو سویا وہ کھویا، جس نے گالی دی اس کو بھی دعا دی، جو دولہا ہوگا کھانے میں تکلف کرے گا، کوا جب بولتا ہے تو مہمان آتا ہے۔

منفصلہ کی قسمیں

قضیہ منفصلہ میں جو انفصال ہے اس کی دو قسمیں ہیں کیونکہ یا تو دونوں نسبتوں میں تناؤ ذاتی ضد کی وجہ سے ہو یا دونوں میں ضد نہ ہو پھر بھی تناؤ ہو تو پہلے کا نام عنادیہ ہے دوسرے کا نام اتفاقیہ۔

عنادیہ: اگر دونوں نسبتوں میں تناؤ ذاتی ضد کی وجہ سے ہو تو منفصلہ عنادیہ ہے جیسے میری مٹھی میں طاق ہے یا جفت، جب تم گئے تھے دن تھا یا رات؟

اتفاقیہ: اگر مقدم اور تالی کی نسبتوں میں تناؤ ہے مگر ذاتی ضد کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے ہو گیا ہے تو منفصلہ اتفاقیہ ہے جیسے عقل بڑی کہ بھینس، مور بڑا کہ اس کی دم، تم آدمی ہو کہ جانور۔

قضیہ منفصلہ کی مصداق کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو، حقیقیہ۔

حقیقیہ: اگر دونوں نسبتوں میں اتنا تناؤ ہے کہ دونوں مل کر نہ کہیں صادق آ سکتی ہیں نہ دونوں اٹھ سکتی ہیں تو منفصلہ حقیقیہ ہے جیسے عدد یا طاق ہوگا یا جفت، وہاں دو ہی گھر ہوں گے جنت یا جہنم، یہ عنادیہ بھی ہو سکتا ہے اتفاقیہ بھی جیسے چھٹی تم لو یا سعید۔

مانعۃ الجمع: اگر تناؤ ایسا ہے کہ دونوں نسبتیں کہیں صادق نہیں آتیں مگر کاذب ہو سکتی ہیں تو مانعۃ الجمع ہے جیسے یہ آم ہے یا امرود، یہ مندر ہے یا مسجد۔

مانعۃ الخلو: اگر تناؤ ایسا ہے کہ دونوں نسبتیں صادق ہو سکتی ہیں مگر کاذب نہیں ہو سکتی ہیں تو مانعۃ الخلو ہے جیسے یہ انڈا نہ مرغی کا ہے نہ بطخ کا، یہ پھل نہ آم ہے نہ امرود۔

سوالات

(۱) متصلہ اور منفصلہ کس سے بنتا ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟ (۲) عنادیہ اور لزومیہ کس کی قسمیں ہیں؟ مثال دو (۳) ان کے نام بتاؤ وہ پاس ہے یا فیل، یہ امرود ہے کہ سیب، آج چھٹی ہے۔ یا پڑھائی، جو بولے وہ کنڈی کھولے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

سبق (۱۷) مقدم کی حیثیت اور قسمیں

مقدم کی حیثیت کی وجہ سے شرطیہ کی تین قسمیں ہیں شخصیہ، محصورہ، مہملہ۔

شخصیہ: اگر مقدم کی کسی خاص شکل میں تالی پایا جائے تو شخصیہ ہے جیسے اگر میں بازار گیا تو دوا لاؤں گا، یہ شخصیہ متصلہ ہے اور منفصلہ میں کہتے ہیں کہ تمہاری شیروانی کالی ہے یا بادامی، تمہاری

شیروانی سے سوال کرنا شخصیہ ہے۔

محصورہ: اگر مقدم کی ہر صورت میں تالی پایا جائے تو شرطیہ کلیہ ہے، اگر مقدم کی کسی غیر معین شکل میں تالی پایا جائے تو شرطیہ جزئیہ ہے جیسے چور جب پکڑا جائے گا تو بے عزت ہوگا۔ اور سورج جب نکلے گا تو دن موجود ہوگا یہ متصلہ موجبہ کلیہ ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو علاج کرتا ہے وہ پہلے مر جاتا ہے۔ یہ متصلہ موجبہ جزئیہ ہے۔

منفصلہ محصورہ: ہر عدد یا طاق ہوگا یا جفت منفصلہ موجبہ کلیہ ہے اور یہاں گلاب کبھی سرخ ہوتے ہیں کبھی سفید، منفصلہ موجبہ جزئیہ ہے۔

اصول: ان میں سے کسی کا اتصال یا انفصال ختم کر دیجئے تو سالبہ کلیہ یا جزئیہ ہو جائے گا۔

متصلہ سالبہ کلیہ: ایسا نہیں ہے کہ جو بات بھی کہی جائے وہ مان ہی لی جائے اور جزئیہ کیا ضروری ہے کہ کوئی کسی سال ناکام رہے تو ہمیشہ ناکام رہے۔

منفصلہ سالبہ کلیہ: جیسے ایسا نہیں ہے کہ بانس نہ رہے تو بانسری نہ بجے، جزئیہ، جیسے کیا ضروری ہے کہ اس بازار میں سیب ملیں نہ انگور۔

امتیاز: شخصیہ اور جزئیہ بظاہر یکساں ہیں مگر دونوں میں فرق ہے مثلاً شمیم آیا شخصیہ ہے کوئی آدمی آیا جزئیہ ہے اسی طرح شرطیہ میں اگر مقدم کی معین شکل ہو تو شخصیہ ہے اور غیر معین شکل ہو تو جزئیہ ہے جیسے کل جو جائے گا شخصیہ کا مقدم ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے یہ جزئیہ کا مقدم ہے۔ اس میں تالی لگا دیجئے تو شرطیہ جزئیہ بن جائے۔

مہملہ: اگر مقدم کی کوئی صورت متعین نہیں کی گئی اور تالی ثابت کر دیا گیا تو مہملہ ہے جیسے لڑکے شرارت کرتے ہیں تو پڑھ نہیں پاتے، نہ اس میں کلیت ہے نہ جزئیت نہ شخصیت اس لیے مہملہ ہے اسی طرح منفصلہ مہملہ جیسے سیب نہ کھٹے ہیں نہ میٹھے، چونکہ مقدم کی کلیت یا جزئیت یا شخصیت کچھ متعین نہیں ہے لہٰذا مہملہ ہے۔

مقدم اور تالی: شرطیہ کے دونوں جزء کبھی حملیہ ہوں گے کبھی متصلہ کبھی منفصلہ کبھی دو مختلف قضیے ہوں گے۔ مگر چونکہ دونوں نسبتوں میں اتصال یا انفصال ہوگا اس لیے شرطیہ ہوگا مثلاً۔

(۱) تم نے کہا تھا کہ بارش ہوگی تو وہاں چلا جاؤں گا مگر وعدہ پورا نہیں کیا پہلا شرطیہ ہے۔ دوسرا حملیہ۔
(۲) میں حاضر ہوں اگر موقع ہو تو کام کر دیجئے پہلا حملیہ ہے دوسرا شرطیہ۔
(۳) محنت کرتے تو انعام پاتے مگر تم نے محنت نہ کی نہ کامیابی پائی پہلا متصلہ ہے دوسرا منفصلہ ہے۔
اصول: اتصال اور انفصال کا دارومدار مقدم اور تالی کی بناوٹ پر نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے آپسی اتصال یا انفصال پر ہے اس لیے مقدم چاہے جیسا قضیہ ہو تالی چاہے جیسے بنایا گیا ہو اگر ان دونوں کی باہمی نسبت میں اتصال ہو گا تو متصلہ انفصال ہو گا تو منفصلہ ہو گا۔

سوالات

متصلہ محصورہ میں کلیہ اور جزئیہ بنانے کی کیا صورتیں ہیں؟ حملیہ، جزئیہ اور شرطیہ جزئیہ میں کیا فرق ہے؟ شخصیہ اور جزئیہ کا فرق بتاؤ، منفصلہ محصورہ میں کلیہ اور جزئیہ کی مثالیں بناؤ۔ شرطیہ کو سالبہ کس طرح بناتے ہیں۔ کس طرح نہیں لکھ کر لاؤ۔
جو بھی پاس ہو گا انعام پائے گا۔ تمہارے پاس آم ہے یا جامن، ان دونوں کو سالبہ بناؤ۔

سبق (۱۸) قضایا کی نسبت

دو جملے یا تو باہم ضد ہوں گے یا ایک دوسرے کے عکس ہوں گے یا یہ دونوں باتیں اس میں ہوں گی۔ اس طرح دو جملوں میں تین نسبتیں ہو سکتی ہیں تناقض یا عکس یا عکس نقیض، مثلاً کسی نے کہا کہ علم سے عزت ملتی ہے دولت نہیں ملتی، پہلا موجبہ ہے دوسرا سالبہ تو تم نے کہا کہ علم سے عزت نہیں ملتی دولت سے ملتی ہے پہلا سالبہ ہو گیا دوسرا موجبہ، ان دونوں میں سے جو آپ کو پسند ہو وہ صحیح ہو گا دوسرا غلط، مگر دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، اسی کو تناقض کہتے ہیں۔
تناقض: دو قضیوں کا ایسا اختلاف کہ ایک کو صحیح مان لیں تو دوسرا غلط ہو جائے تناقض ہے جیسے یہ پھل آم ہے اس کی نقیض ہے یہ پھل آم نہیں ہے لیکن یہ پھل امرود ہے۔ یہ آم نہ ہونے کی ایک

صورت ہے اس کی نقیض نہیں ہے البتہ ہوسکتا ہے کہ نقیض کے لیے لازم یا ہم معنی ہو یا اس کا نتیجہ ہو، اس لیے ان میں تناقض نہیں ہے۔

اصول: کسی چیز کی نفی کر دینا اس کی نقیض ہے جیسے لائق نالائق، تمیز دار، بے تمیز، مفید غیر مفید، بارش ہوئی یا بارش نہیں ہوئی۔

شرائط تناقض: دو قضیوں میں تناقض کی دو شرطیں ہیں اول یہ کہ ان دونوں قضیوں میں آٹھ باتیں ایک قسم کی ہوں۔ شعر

در تناقض ہشت وحدت شرط داں　　　وحدت موضوع ومحمول ومکاں
وحدت شرط واضافت جز وکل　　　قوت وفعل است در آخر زماں

یعنی موضوع ومحمول ایک ہو، اضافت یعنی عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کا فرق نہ ہو، جز وکل جیسے مور بڑا ہے، مور کی دم بڑی نہیں ہے، قوت یا فعل جیسے پہلوان ہار سکتا ہے مگر ہارا نہیں ہے، ایک میں گنجائش ہے، دوسرا واقعہ ہے، زمان یعنی وقت جیسے کل جاؤں گا آج نہیں، مکان جیسے یہ مسجد ہے بازار نہیں ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ دونوں قضیوں میں ایجاب وسلب کا اختلاف ہو اگر محصورہ ہے تو کلیت اور جزئیت کا فرق ہو اور موجہہ تو جہت مختلف ہو۔

کیفیت اور کمیت کا فرق: جیسے ہر گھوڑا چالاک ہوتا ہے بعض گھوڑے چالاک نہیں ہوتے، ہر پھل امرود نہیں ہوتا بعض امرود ہوتے ہیں، نقیض کے لیے صحیح یا غلط ہونا ضروری نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اصل غلط ہو یا نقیض غلط ہو صرف مقابل ہونا ضروری ہے تاکہ پہلی بات کٹ جائے۔ اگر صرف جہت کا فرق ہوگا تو ضرورت کی نقیض امکان ہے لہٰذا ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ ہوگی جیسے ہر سیب کا رنگین ہونا ضروری ہے ممکن ہے کہ بعض سیب رنگین نہ ہوں۔ دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے جیسے سورج ہمیشہ پورب سے نکلتا ہے، سورج کسی دن پورب سے نہیں نکلے گا۔ مشروطہ عامہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے جیسے استاد کی اطاعت واجب ہے اس کی نقیض خدا کی نافرمانی میں استاد کی اطاعت واجب نہیں یعنی نافرمانی ہوسکتی ہے۔ عرفیہ عامہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے جیسے ماں

ہمیشہ پیار کرتی ہے، بدتمیزی پر ماں پیار نہیں کرتی۔

مرکبہ کی نقیض: چائے اپنے اجزاء کے مجموعی کیفیت کا نام ہے اسی طرح موجہات کے دونوں قضیوں کی دونوں کیفیتیں مل کر جو مفہوم پیدا کرتی ہیں وہ مرکبہ ہے مثلاً آج بارش ہو بھی سکتی ہے نہیں بھی ہو سکتی ہے اس میں امید اور ناامیدی کی جو ملی جلی کیفیت ہے اس کا نام ممکنہ خاصہ ہے اس کی نقیض یہ ہو سکتی ہے کہ ترکیب کی مجموعی کیفیت ختم کر کے امید پیدا کر دیں یا ناامیدی مثلاً اس ممکنہ خاصہ میں دونوں طرف ممکنہ عامہ ہیں یعنی امکان ذاتی ہے اس کی نقیض ہے ضرورت ذاتی تو کہئے کہ آج یا تو بارش ضرور ہوگی یا ہرگز بارش نہیں ہوگی، اس طرح امکان کا تذبذب ختم ہو گیا۔ تو مرکبہ کی نقیض ہے اس کی مجموعی کیفیت کو تحلیل کر کے اس ترکیب کا ختم کر دینا۔ اگر مرکبہ جزئیہ ہو تو دونوں جزوں کی نقیض نکال کر اس میں تنافی پیدا کر دیں گے۔ مگر تنافی موضوع کے ہر ہر فرد کے لحاظ سے ہوگی۔ مثلاً بعض دفعہ ممکن ہے جی نہ لگے ہمیشہ تو نہیں ہوگا، پہلا ممکنہ عامہ ہے اس میں امکان ذاتی ہے، اس کی نقیض ضرورت ذاتی ہے، دوسرا مطلقہ عامہ ہے اس میں حکم بالفعل ہے اس کی نقیض دوام ذاتی ہے تو نقیض یوں ہوگی یا تو ہر مرتبہ جی نہ لگنا ضروری ہے یا ہر مرتبہ ہمیشہ جی لگے گا اس میں دو کیفیتوں سے جو ایک مجموعی مزاج بنایا گیا تھا وہ تحلیل ہو کر ختم ہو گیا، یہی نقیض کا مطلب ہے۔

سوالات

(۱) تناقض کیا ہے اور اس کی شرطیں کیا کیا ہیں؟ (۲) قضیہ موجہہ کے نقیض کیلئے کیا کیا شرطیں ہیں۔ (۳) مرکبہ کی نقیض کس طرح بنے گی!؟ (۴) میرے ہاتھ میں آم ہے، میرے ہاتھ میں امرود نہیں، میرے پاؤں میں درد ہے، میرے سر میں نہیں، اس میں کون کس کی نقیض ہے اگر نہیں ہے تو نقیض کیسے بنے گی۔

سبق (۱۹) عکس مستوی

حسین نے کہا طالب علم چور ہو گئے ہیں، احمد نے بات الٹ کر کہی نہیں چور طالب علم

ہوگئے ہیں یہ عکس مستوی ہے، عکس مستوی کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں (۱) ایک جزء کو دوسرے جز کی جگہ رکھ دینا، (۲) ایجاب وسلب کا اسی طرح باقی رہنا، (۳) بات کا صحیح یا غلط باقی رہنا، مثلاً صاحب علم باوقار ہوتا ہے، موجبہ کلیہ ہے، اس کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا، بعض باوقار اہل علم ہوتے ہیں یا جیسے کوئی شیطان نہیں ہوتا سالبہ کلیہ ہے، اس کا عکس سالبہ کلیہ ہوگا، کوئی نیک شیطان نہیں ہوگا، یا جیسے جو فیل نہ ہوگا انعام پائے گا شرطیہ موجبہ ہے، کچھ انعام پانے والے فیل نہیں ہوں گے، موجبہ جزئیہ ہے یا جیسے ایسا نہیں کہ جو گڑ کھائے گلگلے سے پرہیز کرے، شرطیہ سالبہ کلیہ ہے، اس کا عکس ہے گلگلے سے پرہیز کرنے والے کو کیا ضروری ہے کہ گڑ کھائے۔

تعریف: کسی بات کو اس طرح الٹ دینا کہ ایک جزء دوسرے جز کی جگہ آجائے مگر کیفیت اور ایجاب وسلب میں فرق نہ ہو اس کو عکس مستوی کہتے ہیں۔

عکس مستوی کے ضروری اصول یہ بھی ہیں کہ سالبہ کلیہ کا لازمی عکس سالبہ کلیہ ہوگا کیونکہ جب موضوع کے ہر فرد سے محمول سلب ہوگا تو موضوع بھی محمول کے کسی فرد کے ساتھ نہیں ہوگا، موجبہ کلیہ کا لازمی عکس موجبہ جزئیہ آئے گا کیونکہ کلیہ کبھی غلط ہوگا کبھی صحیح، لہٰذا کلیہ غیر معتبر ہوگا جزئیہ قابل اعتبار۔

اصول: جزئیہ کا عکس نہ جزئیہ معتبر ہے نہ کلیہ، کیونکہ اس کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے مثلاً بعض پھل آم نہیں ہیں، سالبہ جزئیہ ہے اور صحیح ہے مگر اس کا عکس نہ کلیہ صحیح ہے نہ جزئیہ۔

اصول: عکس مستوی میں موضوع یا مقدم کی تعداد کا دونوں قضیوں میں یکساں رہنا ضروری نہیں ہے اسی طرح دونوں قضیوں کی جہت یکساں نہیں ہوگی۔ تو ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ کا عکس حینیہ مطلقہ ہوگا جیسے ہر آم کا گٹھلی دار ہونا ضروری ہے۔ اور دائمی طور پر بعض گٹھلی دار آم ہیں اور مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ کا عکس حینیہ مطلقہ ہوگا جیسے ہر داروغہ کا امن قائم رکھنا دائمی یا ضروری ہے بعض مرتبہ امن رکھنے والے داروغہ ہوتے ہیں۔

مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہے جیسے بارش ہو رہی ہے مگر ہمیشہ نہیں ہوگی۔ مرکبات میں مشروطہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس حینیہ لا دائمہ ہوگا جیسے داروغہ جب تک ہے امن رکھنا دائمی اور ضروری ہے

ہمیشہ نہیں، اس کا عکس ہے بعض امن رکھنے والے داروغہ ہیں مگر ہمیشہ نہیں۔

عکس نقیض

اصول: نقیض اور عکس مستوی دونوں کا مجموعہ عکس نقیض ہے اس کے بنانے کی دو صورتیں ہیں، اول یہ کہ اصل قضیئے کے دونوں میں سے ہر جز کی نقیض نکال کر قضیہ کا عکس کر دیا جائے بشرطیکہ کیفیت اور صدق و کذب باقی رہ جائے جیسے ہر لائق آدمی کی قدر کی جاتی ہے موجبہ کلیہ ہے اور صادق ہے، جس کی قدر نہیں ہوتی وہ لائق نہیں ہوتا یہ بھی موجبہ کلیہ ہے صادق ہے اس کے دونوں جز سالبہ ہیں، اگر یوں کہتے کہ ہر بے قدر نالائق ہوتا ہے تو موجبہ معدولہ ہوتا یہ دونوں عکس نقیض ہیں، اس عکس نقیض میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ ہوگا اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ جزئیہ آئے گا یعنی عکس مستوی کے برعکس ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اصل قضیے کے دوسرے جز کی نقیض کو اول بنا دیں اور پہلے جز کو بعینہ ثانی کر دیں اور نسبت کو بدل دیں مثلاً ہر عقل چالیس برس پر مکمل ہو جاتی ہے موجبہ کلیہ ہے جو چالیس برس پر مکمل نہ ہو وہ عقل نہیں ہے سالبہ کلیہ ہے دونوں صادق ہیں، اس کی شرط یہ ہے کہ دونوں کا ایجاب اور سلب بدل جائے گا مگر صدق یا کذب اپنی جگہ قائم رہے۔

سوالات

(۱) عکس مستوی اور عکس نقیض میں فرق بتاؤ؟ (۲) عکس نقیض کی دوسری تعریف کرو (۳) کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ، کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں، ان میں عکس مستوی کون ہے؟ (۴) عکس مستوی کی شرطیں کیا ہیں؟ عکس نقیض کب صحیح ہوگا۔

باب سوم

سبق (۲۰) قیاس اور دلیل

محمود نے کہا کہ طارق تیز ہے کیونکہ داخلے کے امتحان میں پاس ہو گیا اور وہی پاس ہوتا ہے جو تیز ہوتا ہے، اس میں طارق کا تیز ہونا دعویٰ ہے، داخلہ کا امتحان پاس کرنا پہلا مقدمہ ہے، پاس ہونے والے کا تیز ہونا دوسرا مقدمہ ہے ایسے دونون مقدموں کا نام قیاس اور دلیل ہے اور دعویٰ ثابت ہو جائے تو نتیجہ ہے، اگر دونوں مقدمے صحیح ہوں گے تو نتیجہ لازمی طور پر صحیح ہوگا، اور ان میں کوئی غلط یا کمزور ہوگا تو نتیجہ لازمی طور پر غلط یا کمزور ہوگا، مثلاً اس نے اگر داخلہ کا امتحان نہیں دیا یا ابھی نتیجہ نہیں معلوم ہوا تو ابھی پاس ہونا مشتبہ ہے اور آپ کا فیصلہ کمزور ہے لہٰذا طارق کی تیزی ثابت نہیں ہے یعنی آپ کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

قیاس: کئی باتوں کو اس طرح ملانا کہ کسی بات کا صحیح یا غلط ہونا معلوم ہو جائے تو وہ باتیں قیاس ہیں، اسی کا نام دلیل یا حجت بھی ہے۔

تعریف: قیاس کے ہر جز کو مقدمہ کہتے ہیں، قیاس سے جو بات ثابت ہوتی ہے نتیجہ ہے، قیاس کی دو قسمیں ہیں۔(۱) قیاس اقترانی، (۲) قیاس استثنائی۔

قیاس استثنائی: میں بازار جاتا تو کتاب لاتا مگر گیا ہی نہیں معلوم ہوا کہ کتاب نہیں لائے یہ نتیجہ ہے، جس سے نکلا ہے وہ قیاس استثنائی ہے۔ اگر قیاس کا نتیجہ اپنے مواد اور شکل دونوں حیثیت سے قیاس کے کسی مقدمہ میں موجود ہو تو استثنائی ہے اگرچہ ایجاب اور سلب میں فرق ہو سکتا ہے جیسے جب آدمی بڑا ہو جاتا ہے تو اس میں سنجیدگی آجاتی ہے اور خالد میں سنجیدگی آگئی تو معلوم ہوا کہ اس میں بڑائی کا اثر آگیا، اور اگر کہئے کہ خالد میں سنجیدگی نہیں آئی تو معلوم ہوا کہ بڑائی کا اثر نہیں آیا تو نتیجہ قیاس میں موجود تھا صرف سلب یا ایجاب کا فرق ہوا ہے مگر وہ بھی وہیں سے نکل آیا۔

قیاس اقترانی: یہ گھڑی بہت نفیس ہے اور نفیس چیز قیمتی ہوتی ہے یہ دونوں دو مقدمے ہیں اگر

دونوں صحیح ہیں تو نتیجہ نکل آیا کہ یہ گھڑی قیمتی ہے اس نتیجہ کا مدار نفاست کے ثبوت پر ہے جو حد اوسط ہے پھر نفاست کو دونوں مقدموں سے نکال دیجئے تو جو باقی بچا نتیجہ ہے۔

تعریف: قیاس کے مقدمات میں اگر نتیجہ کا مادہ موجود ہو مگر اس کی شکل نہ ہو تو قیاس اقترانی ہے اور اگر نتیجہ کا مادہ اور شکل دونوں ہوں تو قیاس استثنائی ہے۔

اصغر اکبر: جس بات کو ثابت کرنا ہے وہ دعویٰ اور مطلوب ہے اس کے موضوع کا نام اصغر ہے محمول کا نام اکبر مثلاً محمود پاس ہے محمود اصغر ہے پاس اکبر۔

اصول: مطلوب کو ثابت کرنے کیلئے جن تصدیقات کی مدد لی جاتی ہے ان میں سے ہر تصدیق ایک مقدمہ ہے اور ان کے مجموعہ کا نام قیاس، حجت یا دلیل ہے۔

نتیجہ: مطلوب یا دعویٰ جب ثابت ہو جاتا ہے یا غلط ہو جاتا ہے تو اس کا نام نتیجہ ہے مطلوب کے نتیجہ بن جانے کے بعد قیاس اور حجت کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے یہ نتیجہ اس وقت تک اپنی جگہ قائم رہتا ہے جب تک دوسرا قیاس اس کے خلاف کسی اور دعویٰ کو ثابت نہ کر دے۔

صغریٰ کبریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر ہو صغریٰ ہے اور جس مقدمے میں اکبر ہو کبریٰ ہے جیسے محمود کو امتحان میں اسّی نمبر ملے اور جس کو اسّی نمبر ملتے ہیں اول ہوتا ہے پہلا جملہ صغریٰ ہے دوسرا قضیہ کبریٰ ہے اور دونوں مل کر قیاس ہیں، اس میں اسّی نمبر پانا حد اوسط ہے جس نے اصغر کو اکبر سے ملا دیا ہے اور محمود کا اول آنا نتیجہ ہے۔

سبق (۲۱) حد اوسط کی تعریف

دعویٰ کو جن باتوں کی مدد سے ثابت کر کے نتیجہ نکالتے ہیں اس کو حد اوسط کہتے ہیں جیسے العالم مرکب وکل مرکب حادث تو مرکب ہونا حد اوسط ہے اس مرکب کو علاحدہ کر دو تو العالم حادث جو دعویٰ تھا وہ ثابت ہو کر نتیجہ بن گیا۔

اصول: اصغر اور اکبر کو ہر مقدمے میں موضوع بھی بنا سکتے ہیں، محمول بھی، اسی طرح حد اوسط ہر مقدمے میں موضوع بھی ہو سکتا ہے محمول بھی تو قیاس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

شکل اول: اگر حد اوسط صغریٰ میں محمول ہے کبریٰ میں موضوع تو یہ شکل اول ہے جیسے یہ سیب

کھٹے ہیں اور کبھی کٹھی چیز تحفہ میں نہیں دی جاتی تو یہ سیب تحفہ میں نہیں جائیں گے۔

شکل ثانی: اگر حد اوسط صغریٰ کبریٰ دونوں میں محمول ہے تو شکل ثانی ہے جیسے امرود میٹھا ہے اور وہی پسند ہوتا ہے جو میٹھا ہو یعنی امرود پسندیدہ ہے۔

شکل ثالث: اگر حد اوسط دونوں میں موضوع ہے تو شکل ثالث ہے جیسے بارش ہونے والی ہے اور کبھی بارش کے بغیر کھیتی نہیں ہوگی۔ یعنی جو ہونے والی ہے اس کے بغیر کھیتی نہیں ہوسکتی۔

شکل رابع: اگر حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو شکل رابع ہے جیسے وہاں کے سیب کھٹے تھے اور جو خرید لائے وہیں کے سیب ہیں یعنی جو کھٹے تھے وہی خرید لائے ہو۔

سوالات

(۱) قیاس، دعویٰ نتیجہ اور مقدمہ کسے کہتے ہیں؟ (۲) صغریٰ کبریٰ اور حد اوسط کیا ہیں؟ (۳) کھیت پر بارش ہوگئی اور بارش سے ضرورت پوری ہوگئی نتیجہ نکالو اور بتاؤ کہ اقترانی ہے یا استثنائی (۴) اقترانی یا استثنائی کی نئی مثالیں دو (۵) شکل اول اور شکل رابع میں کیا فرق ہے؟

سبق (۲۲) شرائط اشکال اربعہ

۱۶ صورتیں: شکل اول میں کم از کم دو مقدمے ہوں گے اور ہر مقدمے میں موضوع کیلئے محمول ثابت ہوگا یا سلب ہوگا اور ہر صغریٰ اور کبریٰ کلیہ ہوگا یا جزئیہ پھر موجبہ ہوگا یا سالبہ اس طرح سب کو باہم ملا کر شکل اول کی ۱۶ صورتیں نکل سکتی ہیں مثلاً

صغریٰ	کبریٰ	شکلیں
(۱) موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ یا موجبہ جزئیہ، یا سالبہ کلیہ یا سالبہ جزئیہ	۴ صورتیں ہوئیں
(۲) موجبہ جزئیہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃
(۳) سالبہ کلیہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃
(۴) سالبہ جزئیہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃

اب سوال یہ ہے کہ نتیجہ ان ۱۶ صورتوں میں یکساں صحیح ہوگا یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

شرط اول: اس لیے کہ صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں صغریٰ موجبہ ہو اور کبریٰ کلیہ تو نتیجہ قطعی طور پر صحیح ہوگا ورنہ کبھی صحیح ہوگا اور کبھی غلط اس لیے اس کا اعتبار نہیں ہوتا، تو صحیح ہونے کے لیے یہ دونوں شرطیں ضروری ہیں لہٰذا پہلی چار صورتوں میں دو غلط ہیں کیونکہ دوسری اور چوتھی میں کبریٰ کلیہ نہیں ہے باقی دونوں صحیح ہیں۔

شرط ثانی: دوسری قسم کی چار صورتوں میں بھی دو غلط ہیں باقی دو صحیح ہیں کیونکہ دوسری اور چوتھی صورت میں کبریٰ کلیہ نہیں ہے جبکہ اس کا کلیہ ہونا شرط ہے۔ تیسری اور چوتھی قسم کی آٹھ صورتوں میں کوئی صورت معتبر نہیں کیونکہ صغریٰ موجبہ نہیں جب کہ ایجاب صغریٰ ضروری شرط ہے، معلوم ہوا کہ دونوں شرطوں کی وجہ سے ۱۶ میں سے صرف ۴ صحیح ہیں، ۱۲ غیر معتبر۔

رعایت: نتیجہ نکالنے میں ہمیشہ کمزور کی رعایت کی جاتی ہے اس لیے کہ قضیئے میں نتیجہ کمزور کے تابع ہوتا ہے اور صغریٰ کبریٰ میں کوئی سالبہ ہوگا تو نتیجہ سالبہ ہوگا اگر کوئی مقدمہ جزئیہ ہوگا تو نتیجہ جزئیہ نکلے گا، اسی وجہ سے پہلی قسم کے دونوں نتیجے موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ ہوں گے اور دوسری قسم کے دونوں نتیجے موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ ہوں گے۔

شکل اول کی نتیجہ خیز چار صورتیں

(۱) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ جیسے ہر مہمان معزز ہوتا ہے اور ہر معزز شخص کی خاطر کی جاتی ہے لہٰذا ہر مہمان کی خاطر کی جاتی ہے۔

(۲) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ جیسے ہر مہمان معزز ہوتا ہے اور کسی معزز کی توہین نہیں کی جاتی تو کسی مہمان کی توہین نہیں کی جائے گی۔

(۳) صغریٰ موجبہ جزئیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ جیسے کوئی لڑکا چور ہے اور ہر چور سزا پاتا ہے لہٰذا کوئی لڑکا سزا پائے گا۔

(۴) صغریٰ موجبہ جزئیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ جیسے بعض پڑوسی چور ہیں اور کسی چور کی طرفداری نہیں کی

جائے گی لہٰذا بعض پڑوسیوں کی طرفداری نہیں کی جائے گی۔

شکل ثانی کی نتیجہ خیز ۴ صورتیں

صغریٰ کبریٰ ملاکر، اس کی بھی اسی طرح سولہ صورتیں نکل سکتی ہیں مگر اپنی شرائط کے ساتھ صرف چار صورتیں نتیجہ دیں گی۔ پہلی شرط یہ ہے کہ صغریٰ اور کبریٰ ایجاب، سلب میں مختلف ہوں یکساں نہ ہوں، دوسری شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو تو نتیجہ ہمیشہ سالبہ ہوگا، نتیجہ دینے والی ۴ صورتیں یہ ہیں۔

	صغری	کبریٰ	نتیجہ
(۱)	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ ہوگا
(۲)	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ ہوگا
(۳)	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ ہوگا
(۴)	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ ہوگا

شکل ثانی کی نتیجہ خیز ۴ صورتیں

(۱) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ جیسے ہر آدمی سے غلطی ہو جاتی ہے اور اس کو نکالا نہیں جاتا جس سے بھی غلطی ہو جائے لہذا ہر آدمی کو نکالا نہیں جائے گا۔

(۲) صغریٰ سالبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ۔ کبھی کوئی بے ایمانی پھل نہیں سکتی اور کیسی بھی ایمانداری ہو ہمیشہ پھلتی ہے لہذا کوئی بے ایمانی ایمانداری نہیں ہو سکتی۔

(۳) صغریٰ موجبہ جزئیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ، بعض ہوشیار بھی دھوکا کھا جاتے ہیں اور ہمیشہ بیوقوف ہی دھوکا نہیں کھاتا، بعض ہوشیار بیوقوف نہیں ہوتے۔

(۴) صغریٰ سالبہ جزئیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ، بعض لڑکے ذہین نہیں ہوتے اور ترقی وہی کرتے ہیں جو ذہین ہوتے ہیں تو بعض لڑکے ترقی نہیں کرتے۔

شکل ثالث کی نتیجہ خیز ۶ صورتیں

شکل ثالث کا نتیجہ اس شرط سے صحیح ہوگا کہ صغریٰ موجبہ اور کوئی مقدمہ کلیہ ہو، ان شرطوں کے لحاظ سے ۶ شکلیں صحیح نتیجہ دیں گی۔

(۱) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ
(۲) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ سالبہ جزئیہ
(۳) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ
(۴) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ جزئیہ
(۵) صغریٰ موجبہ جزئیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ
(۶) صغریٰ موجبہ جزئیہ، کبریٰ سالبہ کلیہ

شکل رابع کی نتیجہ خیز ۸ صورتیں

پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں موجبہ ہوں اور صغریٰ کلیہ ہو اس سے دو شکلیں صحیح ہوں گی

(۱) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ جزئیہ
(۲) صغریٰ موجبہ کلیہ، کبریٰ موجبہ کلیہ

دوسری شرط یہ ہے کہ کوئی ایک موجبہ ہو اور کبریٰ کلیہ ہو اس سے ۶ شکلیں نتیجہ دیں گی۔

(۳) موجبہ جزئیہ، موجبہ کلیہ
(۴) موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ
(۵) موجبہ کلیہ، سالبہ کلیہ
(۶) موجبہ کلیہ، موجبہ کلیہ
(۷) سالبہ کلیہ، موجبہ کلیہ
(۸) سالبہ جزئیہ، موجبہ کلیہ

سوالات

(۱) شکل اول کی کل کتنی صورتیں ہیں ان میں سے کتنی صحیح ہیں اور کیوں؟ (۲) شکل اول اور شکل ثانی کی کتنی شرطیں ہیں اور کیا کیا؟ (۳) اگر شرط نہ پائی جائے تو شکل نہیں بن سکتی یا صحیح ہونا ضروری نہیں؟ (۴) چاروں میں کون شکل سب سے معتبر ہے؟

سبق (۲۳) حجت اور دلیل

حجت کی تین قسمیں ہیں اول استخراج دوم استقراء سوم تمثیل۔

استخراج: اگر کسی حکم کلی کی روشنی سے جزئیات کا فیصلہ کیا جائے تو استخراج ہے مثلاً انیس دوست

ہے اور کوئی دوست دھوکا نہیں دے سکتا، اس میں کبریٰ ایک حکم کلی ہے اگر صحیح ہے تو یہ فیصلہ بھی صحیح ہے کہ انیس دھوکا نہیں دے سکتا۔

استقراء: اگر بہت سی جزئیات کو دیکھ کر کوئی حکم کلی ذہن میں آگیا تو استقراء ہے جیسے بچے کا ہاتھ چراغ سے جل گیا پھر لالٹین سے جل گیا، تو ان جزئیات سے ذہن فیصلہ کر لیتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے پھر وہ چراغ نہیں چھوتا، اسی طرح ہم دو چار مرتبہ کھا کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ انگور بہت عمدہ ہوتا ہے تو تمھارا فیصلہ استقراء ہے، کسی دوست سے دو چار مرتبہ دھوکا کھا کر اسے چھوڑ دیتے ہیں تو اس کا خود غرض سمجھنا استقراء ہے، تو ہر حکم کلی اپنی جزئیات میں مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

استقراء کی دو قسمیں ہیں استقراء تام ، استقراء ناقص۔

تام: اگر تمام جزئیات کو سامنے رکھ کر حکم لگائیں تو استقراء تام ہوگا جیسے لفظ یا موضوع ہوگا یا مہمل یہ استقراء تام ہے اور کلمہ یا اسم ہوگا یا فعل یا حرف یہ استقراء تام ہے۔ کیوں کہ کلمہ کی تمام جزئیات کو سامنے رکھ کر ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے پھر اس کی وجہ بتاتے ہیں تو اس کا نام دلیل حصر یا دلیل استقراء ہے۔

ناقص: چند جزئیات کو آزما کر کسی کلی فیصلے تک پہونچ جانا استقراء ناقص ہے جیسے بعض دوستوں اور عزیزوں سے بے وفائی دیکھی تو سمجھ لیا کہ وفاداری دنیا سے اٹھ گئی یہ ناقص فیصلہ ہے۔ استقراء تام سے جو فیصلہ ہوتا ہے وہ قطعی ہوتا ہے اور کسی بھی شخص کے لئے قابل قبول ہوتا ہے مگر استقراء ناقص سے تجربہ کار آدمی کو یقین نہیں ہوتا مگر نا تجربہ کار یقین کر لیتے ہیں پھر عمر بھر تجربہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ بہت سے ایسی جزئیات نکل آتی ہیں جن سے استقراء کی تصدیق نہیں ہوتی تو اس آدمی کا سابق یقین کمزور ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔

تمثیل: کسی جزئی پر جو حکم ہے وہ کسی علت سے ہے اور وہ معلوم ہے تو علت جہاں جہاں پائی جائے گی وہاں وہاں وہ حکم بھی ہوگا یہ ہے تمثیل جیسے سلطانہ کو ڈاکہ کی وجہ سے پھانسی دی گئی ایک جزئی واقعہ ہے، مگر پھانسی کی علت ڈاکہ کا ثبوت ہے تو معلوم ہوا کہ ہر ڈاکو کو پھانسی دی جائے گی۔ ایک دو آم کو کھٹے نکل گئے تو آپ نے سمجھا کہ یہ درخت کی خرابی کی وجہ سے ہے لہٰذا اس درخت

کے ہر آم کو کھٹا سمجھ لیتے ہیں، اسی طرح کسی کتے کو ماریں گے تو وہ بھی کاٹے گا، اسی طرح تمثیل کی بنا پر حکم دینا ہی شریعت میں قیاس کہلاتا ہے اور اس کا عام رواج ہے۔

تمثیل کی شرطیں: اول یہ اصل جزئی میں حکم ثابت ہو مثلاً کلو جیل چلا گیا، دوم یہ کہ حکم کی علت معلوم ہو اور وہ اصل میں پائی جائے جیسے کلو کا چوری کرنے کی وجہ سے جیل جانا ثابت ہو، سوم یہ کہ اصل میں جو حکم کی علت ہو وہی علت دوسری جزئی میں موجود ہو مثلاً بدھو کا چوری کرنا ثابت ہو گیا ہو، اگر یہ تینوں باتیں صحیح ہیں تو بدھو کا سزا پانا یقینی ہے اور اگر ان میں کہیں بھی غلطی ہے تو سزا مشتبہ ہو سکتی ہے، یا مثلاً شراب حرام ہے کیوں کہ نشیلی ہے تو حرام ہونا حکم ہے اور نشیلی ہونا حکم کی علت ہے اس وجہ سے نشہ جہاں جہاں پایا جائے گا وہاں وہاں حرمت کا حکم لگ جائے گا خواہ کسی قسم کی شراب ہو، افیون ہو، گانجا ہو، تاڑی ہو، حرام ہوگی کیوں کہ نشہ جو علت حکم ہے وہ سب میں موجود ہے

سبب اور علت: تمثیل میں اگر معمولی سبب کی بنا پر حکم ہے تو اس سے ظن غالب پیدا ہوگا لیکن اگر علت اور مدار حکم معلوم ہو اور اس کی وجہ سے حکم ہو تو یقین ہو جائے گا۔

تمثیل کی قسمیں: تمثیل سے یقین یا ظن پیدا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

قسم اول: یہ کہ حکم کا دارومدار جس علت پر ہے وہ موجود ہو مثلاً نشہ پر مدار حکم ہے اگر وہ باقی ہے تو حرمت قائم ہے اور اگر نمک ڈال کر شراب کو سرکہ بنا دیا تو علت نشہ ختم لہذا حرمت ختم، اگر ایسا ہے تو حکم یقینی ہوگا۔

قسم دوم: یہ کہ جتنی بھی صفات اور اسباب ہوں ان سب کو سامنے رکھ کر ہر شق کو پرکھیں اب جو باقی بچ جائے گی یقینی ہوگی مثلاً تاڑی کیوں حرام ہے کیا کھجور کا رس ہونے سے یا خاص رنگت کی وجہ سے یا مخصوص مزے کی وجہ سے یا سکر کی وجہ سے، یہی اس کی صفات ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔ تو پہلی بات اس وجہ سے غلط ہے کہ سنترے یا مسمی یا انار کا رس حرام نہیں ہے دوسری بات اس وجہ سے غلط ہے کہ شربت کا رنگ اسی طرح کا ہوتا ہے اور وہ حلال ہے رہا خاص مزہ تو اس سے بہتر اور بدتر مزے کی چیزیں موجود ہیں اور صرف مزے کی وجہ سے حرام نہیں، اب لے دے کے صرف سکر رہ گیا معلوم ہوا کہ اس کی حرمت صرف سکر اور نشہ کی وجہ سے ہے اور یہ

بات دوسری شقوں کے غلط ہو جانے کے بعد از خود ثابت ہوگئی ہے، لہذا اسکر علت ہے اور اس سے یقین پیدا ہوگا ورنہ ظن غالب تو ضرور ہی ہوگا۔

اصول: حکم لگانے والا اگر خود علت بتا دے وہی بدار حکم ہوگی اور نتیجہ یقینی ہوگا کیوں کہ نص ہے لیکن اگر علت کو تلاش کیا جائے تو تمثیل کی دوسری قسم ہوگی، اس سے عموماً ظن غالب پیدا ہوگا کیوں کہ قیاسی ہے منصوص نہیں ہے۔

سوالات

(۱) استقراء اور استخراج کیا ہے اور تمہیں کیا پسند ہے؟ (۲) تمثیل کی نئی مثال دو؟ (۳) تمثیل کی شرطیں کیا ہیں؟ (۴) تمثیل سے یقین پیدا ہوتا ہے یا ظن غالب، اس کی وجہ بتاؤ۔

سبق (۲۴) استدلال

عقلی استدلال پانچ بنیادی چیزوں سے ہوتا ہے (۱) برہان (۲) جدل (۳) خطاب (۴) شعر (۵) مغالطہ۔

پہلی قسم برہان: برہان وہ قیاس ہے جس سے کسی فیصلے کی صحت پر اطمینان حاصل کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قیاس برہانی میں جو حکم کلی استعمال ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی بدیہی سے بنتا ہے، یا کسی بدیہی پر موقوف ہوتا ہے، اسی لئے یقین یا جزم یا ظن غالب پیدا کرتا ہے۔

بدیہیات کی تقسیم

بدیہیات کی چھ قسمیں ہیں (۱) اوّلی (۲) مشاہدہ (۳) تجربہ (۴) حدس (۵) متواتر (۶) فطری۔

(۱) اوّلی: موضوع اور محمول معلوم ہو جائے تو سنتے ہی اس کا خود بخود یقین پیدا ہو جاتا ہے یہ اولی ہے جیسے کل جز سے بڑا ہوتا ہے، دو دو چار ہوتے ہیں

(۲) مشاہدہ: مشاہدہ کی تین قوتیں ہیں (۱) حواس خمسہ ظاہرہ سے جو بات معلوم ہو اس کو

احساس کہتے ہیں جیسے عمارت خوبصورت ہے، آواز سریلی ہے، پتھر سخت ہے، لیمو ترش ہے، گلاب خوشبودار ہے، ان باتوں کا تعلق حواس سے ہے۔ (۲) جو مشاہدہ حواس باطنی سے ہوتا ہے اس کا نام ادراک ہے جیسے اس جگہ مسجد تھی، تم کو کہیں دیکھا ہے، ایک اچھا مدرسہ بنواؤں گا، اسکیم سوچنے والے سو برس کی سوچ لیتے ہیں، تو مشاہدہ کی پہلی منزل احساس ہے دوسری منزل ادراک ہے، تیسری منزل عقل ہے۔

احساس ظاہری کی پانچ قوتیں ہیں، باصرہ، سامعہ، ذائقہ، لامسہ، شامہ، اسی طرح ادراک باطنی کی بھی پانچ قوتیں ہیں، ان پانچوں کو حس باطنی کہتے ہیں، حس مشترک، خیال، وہم، حافظہ اور متصرفہ

حس مشترک: جو قوت حواس خمسہ کی مہیا کی ہوئی کسی صورت یا شکل کا ادراک کرتی ہے۔

خیال: جو صورتوں اور شکلوں کو محفوظ رکھتی ہے یہ حس مشترک کا خزانہ ہے۔

وہم: جو کسی صورت یا شکل یا معنی مفہوم یا کسی جزئی کی شخصیت کا پتہ لگایا کرتی ہے۔

حافظہ: جو قوت وہم کے حاصل کردہ معنی مفہوم اور اشکال کو محفوظ رکھتی ہے یہ وہم کا خزانہ ہے

متصرفہ: جو قوت صورتوں، شکلوں اور جزئی معنوں کو باہم ملانے یا ایک دوسرے سے الگ یا ممتاز کرنے کا کام دیتی ہے اسی قوت کا نام وجدان ہے، جس کا وجدان تیز ہوتا ہے وہ اسکیم ہوتا ہے اور بات میں بات پیدا کرتا ہے۔

عقل: ذہن کی تیسری قوت عقل ہے وہ ایک نور ہے جسے قدرت ہمیں عطا کرتی ہے جو احساس وادراک کی دونوں قسم کی قوتوں سے کام لیتی ہے اور نتیجے نکال کر اصول وکلیات بناتی ہے اسلئے حواس خمسہ ظاہرہ کے احساس اور حواس خمسہ باطنہ کے ادراک سے اس کے فیصلے علاحدہ ہوتے ہیں مگر یہ دونوں قوتیں عقل کے لئے ہاتھ پاؤں کا کام کرتی ہیں اس کے فیصلوں کو محفوظ رکھتی ہیں اور نافذ کرتی ہیں۔ عقل دماغ میں بجلی کی طرح رہتی ہے یہ جتنی تیز یا جتنی کمزور ہوتی ہے ادراک اسی قدر تیز یا کمزور ہوتا ہے اور محسوسات اسی قدر ممتاز ہوتی ہیں یا دھندلی پڑ جاتی ہیں جیسے بلب کے سامنے کی ہر چیز اس کی روشنی سے دکھائی پڑتی ہے۔

معقولات: حواس خمسہ ظاہرہ کے احساسات جب حواس خمسہ باطنہ میں سے کسی کے پاس پہنچ جاتے ہیں تو ادراک کہلاتے ہیں اور یہ دونوں معقولات اوّلی ہیں اور جب عقل ان کو استعمال کرتی ہے تو معقولات ثانیہ کہلاتے ہیں۔

(۳) تجربہ

تجربہ کسی چیز کو کئی بار آزمانے یا استعمال کرنے کے بعد عقل جو فیصلہ کرتی ہے یا کسی فیصلے کی توثیق کرتی ہے اس کو تجربہ کہتے ہیں جیسے لیموں ترش ہوتا ہے، زہر مار ڈالتا ہے، طوطا بیوفا ہے کتا وفادار ہے، طب اور سائنس کی بنیاد تجربہ پر ہے۔

(۴) حدس: مبادی کو دیکھ کر نتیجہ کو بھانپ لینا حدس کہلاتا ہے جیسے ہوا کا رخ دیکھ کر ملاح طوفان کا اندازہ کرلیتا ہے، بچوں کی تیزی دیکھ کر ان کے مستقبل کا رخ معلوم ہو جاتا ہے، ڈاکٹر چند علامتیں دیکھ کر پیش آنے والی بیماری کی اطلاع دے دیتا ہے، یہ ہر انسان میں نہیں ہوتی قدرت کسی کسی کو عطا کرتی ہے۔ اور کم بیش ہوتی ہے۔

(۵) متواتر: اتنے آدمیوں یا ایسے آدمیوں کی خبر جن کے غلط ہونے کا احتمال نہ رہے متواتر ہے جیسے بمبئی، کلکتہ، قطب مینار، تاج محل اور مکہ مدینہ کا وجود یا قرآن کا کلام اللہ ہونا یا کسی حادثہ کی عام اطلاع سے بھی یقین آجاتا ہے۔

(۶) فطری: وہ بات جس کا فیصلہ ایسی باتوں پر منحصر ہو جو ہمارے ذہن میں برابر رہتی ہے جیسے چار کا جفت ہونا، پانچ کا طاق ہونا عدد کی نوعیت جاننے پر موقوف ہے چونکہ چار برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جب یہ صحیح ہے تو چار کا جفت ہونا یقینی ہے اور تین برابر تقسیم نہیں ہوسکتا اور جب یہ صحیح ہے تو تین کا طاق ہونا یقینی ہے جفت ہونا غلط ہے، اور عدد کی نوعیت ہر شخص کے ذہن میں برابر رہتی ہے خواہ اسے جہل کی وجہ سے اپنا اندازہ نہ ہو یا علم کی وجہ سے اپنا اندازہ ہو یہ ہیں بدیہیات کی چھ قسمیں جن میں سے کسی نہ کسی کی مدد سے برہان کی ترکیب ہوتی ہے پھر برہان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) برہان لِمّی: مسعود اوّل آیا اور جو اول آتا ہے انعام پاتا ہے طے ہوگیا کہ مسعود کو انعام ملے گا،

یہاں مسعود کے انعام پانے کا فیصلہ صحیح ہے مگر اس کے ثبوت کے لئے اول آنے کا سہارا لینا پڑا لہٰذا وہ حد اوسط ہے اور اسی کو واسطہ فی الثبوت بھی کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ وہ اول نہ ہوتا تو اس کو انعام کا مستحق نہ کہتے، تو اول آنا جس طرح انعام کے فیصلہ کے لئے یہاں قیاس میں واسطہ ہے اسی طرح واقعتہً بھی اول آنا انعام کا سبب اور علت مانا جاتا ہے تو وہ علت بھی ہے اور حد اوسط بھی ہے۔

تعریف: ایسا قیاس جس کا حد اوسط واقعتہً حکم کے لئے علت ہو برہان لمّی ہے

برہان انّی: غور کرنے سے اگر معلوم ہو جائے کہ یہ حد اوسط قیاس میں ذریعہ حکم یعنی واسطہ فی الثبوت بنایا گیا ہے مگر واقعتہً حکم کی علت نہیں ہے صرف بہانہ ہے یا معمولی سبب ہے تو قیاس انّی ہے اس سے استدلال کمزور ہو جاتا ہے جیسے لوگ بہانہ کرتے ہیں اور واقعہ نہیں ہوتا۔

تعریف: ایسا قیاس جس کا حد اوسط واقعتہً حکم کی علت نہ ہو مگر اس کو قیاس میں سبب بنا لیا گیا ہو برہان انّی ہے جو عقل کی کمزوری، لاپروائی ورنہ استدلال کی کمزوری کی علامت ہوتا ہے۔

سوالات

(۱) بدیہیات کی چھ قسمیں کیا کیا ہیں؟ (۲) مشاہدہ کی تین قوتیں کون کون سی ہیں؟ (۳) احساس و ادراک میں فرق بتاؤ؟ (۴) برہان لمی اور انی کی مثالیں دو؟

سبق (۲۵) دوسری قسم جدل

جدل کی دو صورتیں ہیں. اول استدلال کسی مشہور بات سے کیا جائے. دوم مسلمہ اصول پیش کر کے بات منوائی جائے. جو باتیں عام طور پر مشہور ہوتی ہیں ان کو بحث کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مقابل قائل ہو جاتا ہے مثلاً حامد اور ساجد دونوں بھائی ہیں تو دونوں کا حصہ برابر نہ ہونا انصاف کے خلاف ہے، ظاہر ہے کہ انصاف پر رہنا اور انصاف کا قابل قبول ہونا اتنا مشہور ہے کہ اس کا حوالہ دینا دوسرے کو قائل کر دیتا ہے اس کو جدل کہتے ہیں کیونکہ جو اس حوالہ کو بھی نہ مانے آپ اسے قائل نہیں کر سکتے۔

تعریف: مشہور باتوں کو کسی فیصلے کے لئے پیش کرنا یا ان کی مدد سے فیصلہ کرنا جدل ہے۔ ہر

فن کی اصطلاحیں اس وجہ سے الگ الگ ہو جاتی ہیں کہ ہر فن کی مشہور باتیں علیحدہ ہوتی ہیں جیسے نحو میں فاعل کا مرفوع ہونا، صرف میں حرف علّت کا گر جانا، معاملات میں سچائی اختیار کرنا، معاشرت میں بڑوں کا ادب کرنا، منطق میں صغریٰ کبریٰ بنانا، اصول فقہ میں امر کا وجوب کے لئے ہونا مشہور ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا معاف کر دینا، اہل ظلم کا انتقام لینا، اہل ہنود کا ذبح کو معیوب سمجھنا اہل اسلام کا قربانی کرنا، مذہب کی مشہور باتیں ہیں۔

ایسی باتوں سے استدلال کرنا جدل ہے جو اس علاقہ یا قوم میں مسلم اور رائج ہیں یا آپس میں طے ہوگئی ہوں، اگر آپس میں طے ہو گیا کہ پچھم طرف اسلم رہے گا پورب طرف سعید تو اس کی خلاف ورزی اپنے مسلہ اصول کی خلاف ورزی ہوگی، اسی کا نام خلاف مفروض ہے۔

تعریف ۲: کسی طے شدہ اصول کا حوالہ دیکر مقابل کو قائل کرنا جدل ہے۔

تشریح: یہ مسلمات چاہے صحیح ہوں یا غلط اس کا دارومدار طے کرنے پر ہے دونوں فریق جس بات کے لئے جو اصول بھی طے کرلیں گے وہ ان کے لئے مسلم ہیں، آگے چل کر دونوں کو اسی پر رہنا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے، یہ ہے بناء استدلال۔

تیسری قسم خطاب

خاندان کے بڑے بزرگ اولیا، اللہ یا استادوں کی باتیں پیش کرنے سے ان لوگوں پر ضرور اثر پڑتا ہے جو اس خاندان یا مذہب یا گروہ کے ہوتے ہیں، اس لئے ایسا خطاب معاشرہ کی اصلاح کیلئے مفید ہے۔ مثلاً قرآن حدیث کا حوالہ دینا مسلمان کیلئے کافی ہے، عیسائی کو انجیل کا حوالہ دینا اور ہندو کیلئے وید اور گیتا کا حوالہ دینا مئوثر ہوتا ہے اس سے ان طبقوں پر اثر پڑتا ہے۔

تعریف: وہ قیاس جس میں کسی مقبول یا معقول بات کا حوالہ دیا گیا ہو خطاب ہے۔

چوتھی قسم شعر

اس میں کسی خیال یا واقعہ یا جذبے کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ مخاطب پر اثر پڑتا

ہے۔الفاظ کا اتار چڑھاؤ، خیالات کی تشبیہ واقعات کے اشارے کنائے، اور تخیل کی جدّت سے شعر جادو کی طرح اثر کرتا ہے، خصوصاً جب اس میں وزن اور ترنم پیدا ہو جائے۔ ہمارے ملک میں حالی، اقبال، شبلی، جوش، نذرالاسلام کی نظمیں، میر، غالب، اصغر، جگر کی غزلیں آج بھی دل گرما دیتی ہیں۔اسی لئے لوگ شعروں اور مصرعوں کو عموماً استدلال میں پیش کرتے ہیں اور وہ قبول کئے جاتے ہیں، کسی خیال یا واقعہ کو مسلسل لکھا جائے تو نظم ہے جو مسدس، مثنوی، مرثیہ، سلام، ترانہ کئی طرح کی ہوتی ہے اور اگر کسی تنہا خیال یا واقعہ یا جز کو مختصر طور پر ظاہر کیا جائے تو غزل یا رباعی یا قطعہ وغیرہ ہے، یہ حوالہ دینے میں بہت مفید اور آسان ہے، شعر کا جواب پھر شعر ہی میں ہوتا ہے تو وہ کٹ جاتا ہے۔

پانچویں قسم مغالطہ

اس میں غلط بات صحیح انداز سے کہی جاتی ہے اور ایسا کبھی نا سمجھی سے ہوتا ہے اور کبھی چالاکی سے اگر چالاکی سے کہی گئی ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں، مغالطہ لفظی، مغالطہ معنوی۔

لفظی مغالطہ: لفظی مغالطہ کی کئی صورتیں ہیں:۔ مثلاً

(۱) محمود شیر ہے اور شیر کے دم ہوتی ہے لہٰذا محمود کے دم ہے، اس میں صغریٰ کا شیر بہادر کے معنی میں مجاز ہے اور کبریٰ میں حقیقت ہے اس وجہ سے مغالطہ ہو گیا۔

(۲) تم چشمے میں نہاتے ہو میں چشمے کو نہلاتا ہوں، پہلے جملے میں چشمے سے نہر مراد ہے اور دوسرے میں عینک، کیونکہ یہ مشترک لفظ ہے۔

(۳) سعید ریل میں متحرک ہے اور کوئی متحرک ایک جگہ نہیں رہتا تو سعید ایک جگہ نہیں ہے حالانکہ ایک ہی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے، اس میں مغالطہ یہ ہے کہ سعید کی حرکت عرضی ہے اور ریل کی حرکت ذاتی تو فرق لامحالہ ہوگا اگرچہ متحرک دونوں ہیں۔

لفظی مغالطہ اس طور پر بھی ہو جاتا ہے کہ جملے کی ترتیب میں فرق ہو جاتا ہے مثلاً مشہور مغالطہ ہے، دیوار موش دارد، موش گوش دارد، نتیجہ یہ ہے کہ دیوار گوش دارد۔ مگر یہ نتیجہ غلط ہے، غلطی اس وجہ سے ہے کہ صغریٰ کے پورے محمول کو کبریٰ کا موضوع نہیں بنایا گیا بلکہ جزو کو بنا دیا گیا ہے ورنہ کبریٰ ہوگا ہر کہ موش دارد گوش دارد اور نتیجہ مجازاً صحیح ہے کیونکہ صغریٰ بھی مجازاً صحیح تھا۔

مغالطہ معنوی: کی بھی کئی صورتیں ہیں۔

ہر انسان حیوان ہے اور ہر حیوان جنس ہے اس لئے ہر انسان جنس ہے حالانکہ وہ مسلمہ طور سے نوع ہے، اس میں مغالطہ یہ ہے کہ صغریٰ محصورہ کلیہ ہے اور کبریٰ طبعیہ ہے، اس میں افراد پر نہیں ماہیت پر حکم ہے لہٰذا اس کو کبریٰ بنانا غلط ہے کیوں کہ اس کا محصورہ کلیہ ہونا شرط ہے۔

شاہد تاڑ کی طرح ہے اور تاڑ پتھر کی طرح ہے پس شاہد پتھر کی طرح ہے اس میں مغالطہ تشبیہ میں ہوگیا، کیوں کہ صغریٰ کی تشبیہ لمبائی میں ہے اور کبریٰ کی تشبیہ پتھر کی سختی میں ہے، اس وجہ سے مماثلت یکساں نہیں ہوئی، وجہ شبہ بدل گیا۔

کبھی حیثیت کا فرق ہوتا ہے مثلاً دھوکا دینے والا دھوکا کھا سکتا ہے اور دھوکا کھانے والا احمق ہوتا ہے تو ہر دھوکا دینے والا احمق ہوتا ہے، یہ نتیجہ غلط ہے کیونکہ دھوکا کھا سکتا ہے بالقوۃ ہے اور دھوکا کھانا بالفعل ہے تو صغریٰ کے محمول کی وہ حیثیت کبریٰ میں باقی نہیں رہی، ورنہ نتیجہ غلط نہ ہوتا۔ یا مثلاً نقشے میں پہاڑ ہے اور پہاڑ بھاری ہوتا ہے لہذا نقشہ بھاری ہے، یہ نتیجہ بھی غلط ہے کیوں کہ نقشے میں پہاڑ کی ذہنی اور خیالی تصویر ہے اور بھاری ہونے کا حکم پہاڑ کے وجود خارجی پر ہے تو افراد موضوع کی کبریٰ میں حیثیت بدل گئی صغریٰ میں اس کا وجود ذہنی اور کبریٰ میں خارجی ہوگیا۔

اس شہتیر کو دس آدمی سو گز لیجا سکتے ہیں تو ہر آدمی دس گز لیجا سکتا ہے غلط ہے کیوں کہ ایک آدمی اس کو ہلا بھی نہیں سکتا، مغالطہ کی وجہ یہ ہے دس آدمیوں کی مجموعی طاقت اس کے لے جانے کی علت ہے اور کسی مجموعی علت کا ہر جز علت کے برابر نہیں ہوتا تو کبریٰ کا کلیہ غلط ہے۔

بچوں سے جو ضلع جگت پہیلیاں یا کہانیاں کہہ کر ان کا مطلب پوچھا جاتا ہے اس میں بھی کوئی نہ کوئی مغالطہ ضرور ہوتا ہے، اور انسانی معاملہ میں عام طور پر لوگ مغالطے میں پڑ جاتے ہیں کیوں کہ متکلم کی ذو معنی باتوں کو بھانپ نہیں پاتے اس وجہ سے کہ کہنے والا زیادہ ذہین تھا یا کہنے والے پر اعتبار بہت تھا یا کہنے والے کی نیت خراب ہوگئی، اس طرح عمر بھر مغالطوں سے پالا پڑتا رہتا ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

دلیل کا نام: استدلال کے لئے قیاس بناتے وقت برہان یا جدل یا خطاب یا شعر یا مغالطہ میں

سے کئی کئی کو ساتھ بھی استعمال کرتے ہیں اگر دونوں مقدمے برہان ہوں تو قیاس برہانی ہے اگر کوئی ایک مقدمہ بھی غیر برہانی ہو تو قیاس جدلی یا خطابی وغیرہ کہلائے گا کیوں کہ نتیجہ ارذل اور کمتر کے تابع ہوتا ہے۔

سوالات

(۱) جدل کی تعریف کرو اور دونوں میں فرق بتاؤ (۲) کوئی قابل استدلال شعر سناؤ (۳) نوکر الو ہے اور الو کے دم ہوتی ہے اس میں کیا مغالطہ ہے (۴) مغالطہ غلطی سے بنتے ہیں کہ چالاکی سے؟ کوئی مثال دو۔

نام کتاب: یسریٰ

نام فن: منطق

نام مصنف: محمد افضال الحق قاسمی

تعداد اشاعت: پانچ سو ٥٠٠

سن اشاعت: ٢٠٠٤ء

پتہ معاون: ڈاکٹر رشاد احمد قاسمی رگھولی گھوسی، مئو

قیمت: ١٥/روپیہ Rs. 15/00

ملنے کے پتے

(١) مکتبہ دار العلوم رسول پور گورکھپور

(٢) مکتبہ ریاض العلوم گورینی کھیتہ سرائے جون پور

(٣) نور بک ڈپو نخاس چوک گورکھپور

(٤) دار العلوم رحیمیہ رگھولی، گھوسی مئو

دیگر تصنیفات

لیسری	اردو	مطبوعہ	منطق کے بنیادی ابتدائی مسائل
امالی شیخ الاسلام اول	"	مرتب غیر مطبوعہ	درس ترمذی کی ۲۲ تقریریں
امالی شیخ الاسلام ثانی	"	"	" "
امالی شیخ الاسلام ثالث	"	"	" "
اسوۃ الحبیب اول	عربی	مطبوعہ دہلی	اخلاقیات کیلئے مختصر حدیثیں
اسوۃ الحبیب دوم	"	"	" "
نجم سحر	اردو	مطبوعہ	شعری مجموعہ
دلائل حنفیہ	"	مطبوعہ	احناف کی طرف سے غیر مقلدین کے جوابات
شرعی پنچایت کے اصول	"	مطبوعہ	حیلۂ ناجزہ کی تشریح
دانشور گورکھپور	"	مدیر	ماہنامہ
ترجمان دارالعلوم دہلی	"	مدیر	ماہنامہ